مواعظِ اختر
نمبر ۴
تمنائے بستیِ صالحین
اور
دینی شان و شوکت
شیخ العرب والعجم عارف باللہ مجدد زمانہ
حضرت مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب رحمۃ اللہ علیہ
ادارۂ تالیفاتِ اختریہ
hazratmeersahib.com

(مسجدِ اشرف کے سنگِ بنیاد کے ایک ماہ بعد صبح بوقتِ سیر سندھ بلوچ سوسائٹی میں
دینی شان وشوکت کے حصول اور اللہ تعالیٰ کی کفالت اور مدد پر شکر کا عجیب مضمون)

شیخ العرب والعجم عارف باللہ مجددِ زمانہ
حضرت مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب رحمۃ اللہ علیہ

ناشر
ادارہ تالیفاتِ اختریہ
بی ۸۴، سندھ بلوچ ہاؤسنگ سوسائٹی، گلستانِ جوہر بلاک نمبر ۱۲ کراچی
www.hazratmeersahib.com

بہ فیضِ صحبتِ ابرار یہ دردِ محبت ہے | بہ اُمید نصیحت دوستو اس کی اشاعت ہے
محبت تیرا صدقہ ہے ثمر تیرے نازوں کے | جو میں یہ نشر کرتا ہوں خزانے تیرے رازوں کے

یہ انتساب

شیخ العرب والعجم عارف باللہ مجددِ زمانہ حضرت مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب رحمۃ اللہ علیہ
اپنی حیاتِ مبارکہ میں اپنی جملہ تصانیف پر تحریر فرمایا کرتے تھے۔

احقر کی جملہ تصانیف و تالیفات

مرشدنا و مولانا محی السنہ حضرت اقدس شاہ ابرار الحق صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

اور

حضرتِ اقدس مولانا شاہ عبد الغنی صاحب پھولپوری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

اور

حضرتِ اقدس مولانا شاہ محمد احمد صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

کی

صحبتوں کے فیوض و برکات کا مجموعہ ہیں

احقر محمد اختر عفا اللہ تعالیٰ عنہ

ضروری تفصیل

نامِ وعظ: تمنائے نسبتِ صالحین اور دینی شان و شوکت

نامِ واعظ: محبی و محبوبی مرشدی ومولائی سراج المِلّت والدّین شیخ العرب والعجم عارف باللہ قطب زماں مجدد دوراں حضرت مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب رحمۃ اللہ علیہ

تاریخِ وعظ: ۲۴ ربیع الاول ۱۴۱۲ھ مطابق ۴/اکتوبر ۱۹۹۱ء بروز جمعۃ المبارک بوقت عصر
۲۴ ربیع الثانی ۱۴۱۲ھ مطابق ۳ نومبر ۱۹۹۱ء بروز اتوار بعد فجر

مقام: سندھ بلوچ سوسائٹی، گلستانِ جوہر بلاک ۱۲، کراچی

موضوع: تمنائے نسبتِ صالحین اور دینی شان و شوکت

مرتب: حضرت اقدس سید عشرت جمیل میر صاحب دامت برکاتہم
خادمِ خاص وخلیفہ مجاز بیعت حضرت والا رحمۃ اللہ علیہ

اشاعتِ اوّل: شوال المکرم ۱۴۳۵ھ مطابق اگست ۲۰۱۴ء

ناشر: اِدارۂ تالیفاتِ اختریہ
بی ۸۴، سندھ بلوچ ہاؤسنگ سوسائٹی، گلستانِ جوہر بلاک نمبر ۱۲ کراچی

فہرست

عنوان .... صفحہ نمبر

عرضِ مرتب

احقر میر عفا اللہ عنہ عرض کرتا ہے کہ مرشدی ومولائی سراج المِلّت والدّین شیخ العرب والعجم عارف باللہ قطبِ زماں مجددِ دوراں حضرت مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب نور اللہ مرقدہ کا یہ تاریخی بیان دو بیانات کا مجموعہ ہے۔ پہلے بیان کا نام ہے تمنائے بستیِ صالحین جو ۲۴ ربیع الاول ۱۴۱۲ھ مطابق ۴/اکتوبر ۱۹۹۱ء بروز جمعۃ المبارک بوقت عصر سوا پانچ بجے سندھ بلوچ سوسائٹی کی مسجدِ اشرف کے سنگِ بنیاد کے موقع پر ہوا جس میں حضرت اقدس رحمۃ اللہ علیہ خود تشریف لائے تھے اور حضرت والا کے ہزاروں احباب و متعلقین اور علماء کرام کا اجتماع تھا، عجیب روح پرور منظر تھا کہ سندھ بلوچ سوسائٹی کا میدان آدمیوں سے بھر گیا تھا اور حضرت کی تمنا تھی کہ سندھ بلوچ سوسائٹی صالحین کی بستی بن جائے اور الحمدللہ حضرت والا کی یہ تمنا پوری ہوئی اور حضرت کے سینکڑوں متعلقین و منسلکین نے یہاں مکان اور زمینیں خرید لیں اور اکثر تعداد یہاں صالحین کی ہے اور یہیں عظیم دینی درس گاہ جامعہ اشرف المدارس حضرت والا کی دعاؤں کا ثمرہ ہے۔ ہر طرف اللہ کے نیک بندے نظر آتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ مزید صالحین سے اس بستی کو آباد کرے آمین!

دوسرا بیان حضرت والا رحمۃ اللہ علیہ نے مسجدِ اشرف کے سنگِ بنیاد کے ایک ماہ بعد مورخہ ۲۴ ربیع الثانی ۱۴۱۲ھ مطابق ۳ نومبر ۱۹۹۱ء

بروز اتوار سندھ بلوچ سوسائٹی کے میدان میں بعد فجر بوقتِ سیر فرمایا تھا جس میں دینی شان و شوکت کے حصول کی اہمیت اور اللہ تعالیٰ کی کفالت اور مدد پر شکر کا عجیب مضمون ہے۔ حضرت والا حسبِ عادتِ شریفہ سیر کرتے ہوئے یکدم رُک جاتے تھے جیسے اچانک قلب پر مضمون وارد ہوا ہو اور پھر کھڑے کھڑے بیان فرماتے رہتے، ٹہلتے ٹہلتے پھر اچانک مضمون وارد ہوتا اور حضرت والا پھر بیان فرمانے لگتے ۔ حضرت کا ہر بیان، ہر تقریر و تحریر الہامی ہے۔ حضرت والا فرماتے تھے کہ ''جب میرے دل میں کوئی مضمون وارد ہوتا ہے تو پھر میں یہ نہیں دیکھتا کہ اس علم کو مجلس میں بیان کروں گا بلکہ صحرا کا سناٹا ہو یا دریا کا کنارا ہو یا کوہ کا دامن ہو جب تک اس کو بیان نہیں کر لیتا خواہ ایک ہی آدمی ہو اس وقت تک دل کا بوجھ ہلکا نہیں ہوتا جیسے پانی سے بھرا ہوا بادل جب تک برس نہیں لیتا اس کا بوجھ ہلکا نہیں ہوتا۔ بارش کا تو ایک موسم ہوتا ہے لیکن اللہ کی عنایات وکرم کا کوئی موسم نہیں ۔ وہ جب چاہیں جس وقت چاہیں علوم کی بارش فرما دیں۔ جب دل ہلکا ہوجاتا ہے تو میں سمجھ جاتا ہوں کہ اب وارداتِ غیبیہ منقطع ہوگئے۔ پھر میں اپنی طرف سے کچھ بیان نہیں کرتا۔'' اس طرح یہ بھی مستقل بیان نہیں ہے لیکن ایسا معلوم ہوتا ہے کسی کا مجلس کا مربوط بیان ہے اور یہ ایک بیان ایسا نہیں ہے جو اس طرح ہوا ہو، کراچی میں بھی بوقتِ سیر روزانہ اسی طرح کے ارشادات فرماتے اور افریقہ کے جنگلوں اور ری یونین کے دامنِ کوہ اور سمندر کے کنارے کے درمیان سیر کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ کی

محبت کے درد بھرے ارشادات فرماتے رہتے اور لوگوں کے دلوں کو تڑپاتے رہتے، گرماتے رہتے۔ سفر ہو یا حضر، جلوت ہو یا خلوت، کوہ کا دامن ہو یا دریا کا کنارا، صحرا اور جنگل کا سناٹا ہو یا شہروں کا شور وشغب، ہر وقت حضرت رحمۃ اللہ علیہ اللہ کی محبت میں غرق تھے، کبھی نالہ وفغاں سے اور کبھی درد بھرے دل سے نکلی ہوئی آہوں سے درسِ محبت دیتے رہتے اور جب جوش میں آتے تو دل کی آہِ سوزندہ سے نکلے ہوئے ارشادات زبانِ مبارک سے جاری ہوتے کہ پتھر دل بھی پگھل جاتے۔ ایسا غرق فی المحبت اللہ والا احقر نے نہیں دیکھا بلکہ احقر کا گمان اقرب الی الیقین ہے کہ اُمت میں ایسے غرق فی المحبت اولیاء اللہ خال خال ہوئے ہیں۔ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی مجلس آخرت کی مجلس ہوتی تھی ایسا معلوم ہوتا تھا کہ ہم دنیا کی زمین پر نہیں آخرت کی زمین پر اللہ تعالیٰ کے پاس بیٹھے ہوئے ہیں۔

اللہ تعالیٰ حضرت والا کے درجات عالیہ جنت الفردوس میں ساعۃً فساعۃً متزائدًا متصاعِدًا متبارکًا بڑھاتا رہے۔ آمین ثم آمین یارب العلمین بحرمۃ سیّد المرسلین علیہ الصلوٰۃ والتسلیم

العارض

غلام حضرت والا رحمۃ اللہ علیہ

احقر سید عشرت جمیل میر عفا اللہ عنہ

خادمِ خاص وخلیفۂ مجازِ بیعت حضرت والا رحمۃ اللہ علیہ

۲۷ شوال المکرم ۱۴۳۵ھ مطابق ۲۴ اگست ۲۰۱۴ء

تمنائے بستیِ صالحین

(سندھ بلوچ سوسائٹی کی مسجدِ اشرف کے سنگِ بنیاد کی تقریب سے خطاب)

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَ کَفٰی وَسَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی اَمَّا بَعْدُ

فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ○

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ○

﴿اَلَا بِذِکْرِ اللّٰہِ تَطْمَئِنُّ الْقُلُوْبُ﴾

(سورۃ الرعد، آیت: ۲۸)

میرے دوستو! اللہ سبحانہ وتعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں کہ دل کو چین اللہ کی یاد سے نصیب ہوتا ہے۔ اس آیت کی تفسیر میں مولانا جلال الدین رومی رحمۃ اللہ علیہ کا شعر پیش کروں گا، اس سے پہلے میں قاضی ثناء اللہ پانی پتی رحمۃ اللہ علیہ جو بہت بڑے عالم اور اپنے وقت کے امام بیہقی تھے، ان کے بارے میں شاہ عبد العزیز صاحب محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ جو شاہ ولی اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے صاحب زادے ہیں، فرمایا کرتے تھے کہ قاضی ثناء اللہ پانی پتی اپنے وقت کے اتنے بڑے محدث تھے کہ اگر اُن کو اپنے زمانے کا امام بیہقی کہا جائے تو روا ہوگا۔

تو قاضی ثناء اللہ پانی پتی رحمۃ اللہ علیہ تفسیرِ مظہری میں اس آیت کی تفسیر میں فرماتے ہیں بذکر کے معنیٰ یہ نہیں ہیں کہ خالی تھوڑا سا اللہ کو یاد کرلیا اور پھر سینما، وی سی آر اور ہر وقت گناہوں کا زہر کھاتے رہے، اس کا مطلب یہ ہے کہ بذکر اللہ میں جو ''با'' ہے معنی میں ''فی'' کے ہے یعنی الا فی ذکر اللہ، اللہ کی یاد

میں ڈوب جاؤ، سر سے پیر تک کوئی اعضاء اللہ کی نافرمانی میں مشغول نہ رہے اور دونوں قسم کی یاد نصیب ہو جائے یعنی یادِ مثبت اور یادِ منفی ۔ یادِ مثبت یہ ہے کہ نماز کا وقت آیا نماز پڑھ لی اور یادِ منفی کیا ہے؟ کہ جس بات سے حق تعالیٰ نے منع فرمادیا اللہ تعالیٰ کے غضب اور قہر کے ان اعمال سے اپنی حفاظت کی جائے۔ نافرمانی سے بچنے کا نام بھی یاد ہے مگر اُس کا نام یادِ منفی، عبادتِ منفی ہے۔ جب دونوں قسم کا ذکر نصیب ہو جاتا ہے تو قلب کو چین مل جاتا ہے۔

ہمارا مرکزِ سکون اللہ تعالیٰ کی یاد ہے

مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اگر مچھلی کو اُس کے مرکز یعنی پانی سے ہٹا کر تمام دنیا کی رنگینیاں ٹیلی ویژن ، وی سی آر، مرنڈے، بوتلیں اور پاکولا وغیرہ رکھ دو، بتاؤ مچھلی کو سکون ملے گا؟ فرماتے ہیں ؎

گرچہ در خشکی ہزاراں رنگ ہاست

ماہیاں را با یبوست جنگ ہاست

خشکی میں ہزاروں رنگینیاں اور مزیداریاں ہوں لیکن مچھلیوں کو ان رنگینیوں سے بے چینی، پریشانی، عداوت اور نفرت ہے کہ یہ ہمیں کیا دے رہے ہو؟ ہم کو ہمارے مرکز یعنی پانی میں پہنچادو! تو دوستو مولانا رومیؒ فرماتے ہیں کہ جس طریقے سے مچھلی کو اپنے پانی سے ہٹنے کے بعد چین نہیں ملتا چاہے اس کو ساری کائنات کا مزہ دیا جائے اسی طرح ہماری روح آسمان کے اوپر سے، اللہ تعالیٰ کے پاس سے آئی ہے، جب تک روح کو اس کی غذا یعنی اللہ کا ذکر نصیب نہ ہوگا تو ساری دنیا کے بنگلے، ساری دنیا کی کاریں، ساری دنیا کے بینک بیلنس اور وزارتِ عظمیٰ کی کرسیاں، سورج اور چاند بھی مل جائیں تو بھی اُس قلب کو چین نہیں مل سکتا جو اللہ کا نام نہیں لے گا۔ ائیر کنڈیشن میں خودکشیاں ہو رہی ہیں ،

ائیر کنڈیشن ہماری کھالوں کو ٹھنڈا کرسکتا ہے لیکن ہمارے دل کو ٹھنڈا نہیں کرسکتا، اللہ کی یاد ہمارے دل کو ٹھنڈا کرسکتی ہے۔شاعر بزرگ مولانا شاہ محمد احمد صاحب الٰہ آبادی دامت برکاتہم فرماتے ہیں کہ اے دوستو؂

مال و اولاد تری قبر میں جانے کو نہیں
تجھ کو دوزخ کی مصیبت سے چھڑانے کو نہیں
جُز عمل قبر میں کوئی بھی ترا یار نہیں
کیا قیامت ہے کہ تو اِس سے خبردار نہیں

ہر انسان جانتا ہے کہ ایک دن دوگز کے کفن لپیٹ کر قبروں میں جانا ہے اور اللہ تعالیٰ ہی کام آئیں گے۔جن لوگوں نے اللہ تعالیٰ کو ناراض کر رکھا ہے وہ زمین کے اوپر بھی پریشان ہیں اور زمین کے نیچے بھی۔شاعر کہتا ہے؂

اب تو گھبرا کے یہ کہتے ہیں کہ مر جائیں گے
مر کے بھی چین نہ پایا تو کدھر جائیں گے

اس لئے دوستو!اگر خدائے تعالیٰ کے نام میں مزہ نہ ہوتا تو سلطان ابراہیم ابن ادھم رحمۃ اللہ علیہ سلطنت بلخ خدائے تعالیٰ پر فدا کر کے دریائے دجلہ اور فرات کے کنارے غارِ نیشاپور میں دس سال عبادت کرتے؟ آج اُن کا تذکرہ تفسیروں میں آتا ہے، روح المعانی میں بھی اُن کا تذکرہ آتا ہے۔اس لئے مختصر سی چند باتیں عرض کرتا ہوں کہ جو بیٹا چاہے کہ پردیس اور وطن دونوں جہان میں چین سے رہے وہ اپنے ابّا کو خوش کرلے تو ابّا کی جائیداد اُس کے لئے ہے، ابّا کی ساری خوشیاں اور ساری عنایات اُس کے لئے ہیں تو جو چاہے کہ میں دونوں جہان میں چین سے رہوں تو یہ دنیا بھی اللہ کی ہے اور آخرت بھی اللہ تعالیٰ کی ہے جو اپنے ربّا کو خوش کرلے تو اُس کا دنیا کا پردیس بھی چین سے ہوگا اور آخرت کے وطنِ اصلی میں بھی چین سے رہے گا۔آپ کہیں گے کہ ہم نے بہت سے نیک

بندوں کو دیکھا کہ وہ چٹائیوں پر بیٹھے ہیں قالین نہیں ہے۔ میں واللہ کہتا ہوں کہ چٹائیوں پر بیٹھ کر جو خدا کو یاد کر رہے ہیں اُن کے قلب کے چین کو سلاطین تصور میں بھی نہیں لاسکتے۔ خواجہ عزیز الحسن مجذوب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

خدا کی یاد میں بیٹھے جو سب سے بے غرض ہوکر
تو اپنا بوریا بھی پھر ہمیں تختِ سلیماں تھا

اللہ تعالیٰ جس سے خوش ہوتے ہیں اُس کا سب سے پہلا انعام یہ ملتا ہے کہ اُس کے دل کو اللہ تعالیٰ خوش رکھتے ہیں جو بندہ اپنے مالک خدائے تعالیٰ کو خوش رکھے گا کیا اللہ تعالیٰ ارحم الراحمین، باوفا نہیں ہیں کہ اپنے اُس بندے کو خوش رکھیں، جو بندے اللہ تعالیٰ کو خوش رکھنے کی کوشش کرتے ہیں اللہ تعالیٰ بھی اُن بندوں کو خوش رکھتے ہیں اور جو اللہ تعالیٰ کو ناراض رکھتے ہیں ناخوش رکھتے ہیں اُن کا دل بھی قالینوں میں بریانیوں اور کبابوں اور مرنڈوں میں اور بنگلوں اور کاروں میں بے چین اور پریشان ہے۔

دل گلستاں تھا تو ہر شے سے ٹپکتی تھی بہار
دل بیاباں ہوگیا عالَم بیاباں ہوگیا

جلد دیندار بننے کا نسخہ

ایک شخص نے مجھ سے سوال کیا کہ جلد دیندار اور جلد اللہ والا بننے کا کیا نسخہ ہے؟ بتاؤ سوال کیسا ہے بھئی! جلد اللہ والا بننے کا نسخہ کیا ہے؟ اصل جواب تو یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی فرمانبرداری اور حضور سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نقشِ قدم پر چلنا یہی طریقہ ہے لیکن اِس پر عمل کرنے کی ہمت کب اور کیسے پیدا ہوگی؟ میں نے اُس کو سمجھایا کہ دیکھو ہوائی جہاز کے اجزاء مٹی سے بنتے ہیں، لوہا تانبا پیتل جو کچھ بھی اُس ہوائی جہاز میں ہے وہ سب زمین سے تعلق رکھتے ہیں، اِسی لئے وہ

زمین پر رکھا رہتا ہے، رَن وے پر پڑا رہتا ہے لیکن جب اُس میں ایندھن ڈال دیا جاتا ہے اور صحیح راہنما اور پائلٹ اُسے مل جاتا ہے تو وہ جہاز اپنے مرکز اور اپنے مستقر کو، لوہا تانبا اور پیتل کے مرکز سے جن سے وہ بنا ہے، جن اجزائے ترکیبیہ سے وہ مخلوق ہوا ہے، پیدا ہوا ہے، بنایا گیا ہے اور مرکّب ہوا ہے اُن کو چھوڑ کر اوپر اُڑتا ہے لیکن ساری دنیا کے پائلٹوں سے پوچھو کہ جس وقت وہ زمین چھوڑتا ہے تو اِتنا زیادہ ایندھن خرچ ہوتا ہے کہ اوپر جانے کے بعد پھر اِتنا ایندھن خرچ نہیں ہوتا پھر وہ ہواؤں کے کندھے پر چلتا ہے۔ تو ہم لوگ زمین سے بنے ہوئے ہیں، ہمیں مٹی کی عورتیں، مٹی کے عیش، مٹی کی روٹیاں اور کباب و پراٹھے اور مٹی کی بریانیاں، جتنی شراب و کباب جتنی مٹی کی چیزیں ہیں وہ ہماری مٹی کو رن وے پر پکڑے ہوئے ہیں، ہمارا جہاز ٹیک آف نہیں کر رہا ہے، ہمارے قلب و روح کا جہاز اللہ تعالیٰ کی طرف نہیں اُڑ رہا ہے اس کے لئے ہمیں پیٹرول کی ضرورت ہے، اس کے لئے ہمیں پائلٹ کی ضرورت ہے۔ اس کے پائلٹ اللہ والے ہیں اور پیٹرول اللہ تعالیٰ کی محبت ہے، ہر اللہ والا اللہ تعالیٰ کی محبت کے پیٹرول کا پیٹرول پمپ ہے۔ آپ کچھ دن اُن کے پاس رہ لیں تو ان شاء اللہ تعالیٰ وہ سکون پائیں گے جو سلاطین کو تصور میں بھی نہیں آسکتا۔ بس یہ مختصر سی بات عرض کر دی کہ چند دن کی زندگی رہ گئی ہے اپنی طاقت اللہ کو راضی کرنے پر استعمال کرلو، آپ تھوڑا سا بڑھیں گے اللہ مولائے کریم آگے بڑھ کر آپ کو اُٹھا لیں گے، آپ ایک بالشت بڑھیں گے وہ ایک ہاتھ بڑھیں گے جس طرح سے چھوٹا بچہ چل نہیں سکتا، جب بچہ چلتے چلتے گرنے لگتا ہے تو ابّا اُسے گود میں اُٹھا لیتا ہے۔ ربّا کا بھی یہی معمول ہے، بندہ تھوڑا سا آگے بڑھے اللہ تعالیٰ خود اُسے اُٹھا لیتے ہیں۔ شاعر بزرگ مولانا شاہ وصی اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ اعظم گڑھ والے فرماتے ہیں ؎

ہم نے طے کیں اِس طرح سے منزلیں
گر پڑے گر کر اُٹھے اُٹھ کر چلے

اگر کبھی خطا بھی ہوجائے تو توبہ استغفار کر کے پھر چلنا شروع کردو۔تو یہ بات میں نے عرض کردی کہ چند دن کی زندگی کو یہ سمجھ لو کسی وقت میں آنکھ بند ہونے والی ہے اے میرے دوستو اور بزرگو! دنیا کے گھر سے دھوکہ نہ کھاؤ ؎

رنگ رلیوں پہ زمانے کی نہ جانا اے دل
یہ خزاں ہے جو بہ اندازِ بہار آئی ہے

قبر منہ کھولے ہوئے آپ کا اور ہمارا انتظار کر رہی ہے ۔ہمیں اپنے مکانات چھوڑنے پڑیں گے، دل کو بہلانے کے سارے اسباب چھوڑنے پڑیں گے،اس لئےعرض کرتا ہوں کہ اپنے مکان سے اپنی بلڈنگ اور جائیداد سے،اپنی عمدہ اور قیمتی کاروں سے اپنے قیمتی لباس سے اپنی قیمت نہ لگایئے۔ذرا غور سے سن لو! میرے محترم دوستو اور عزیزو! سید سلیمان ندوی رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے ؎

ہم ایسے رہے یا کہ ویسے رہے
وہاں دیکھنا ہے کہ کیسے رہے

میدانِ محشر میں کیا قیمت لگے گی وہ دیکھو۔غلام کی قیمت غلاموں سے نہیں لگتی ایک لاکھ غلام آپ کو سلام کرلیں،لیکن ایک لاکھ غلام مثبت غلام،مثبت غلام تو میزان اور ٹوٹل غلام ہی آئے گا،لیکن اللہ تعالیٰ ہم سے آپ سے خوش ہوجائیں تو ہم غلاموں کے ساتھ اللہ کی رضا مثبت ہوجائے گی۔بس یہ چند باتیں عرض کردیں اس وقت جلدی سے دو تین منٹ میں دُعا مانگ کر پھر مسجد کی بنیاد ڈالنے چلتے ہیں۔آج جمعہ کا دن ہے بہت سی حدیثوں میں آتا ہے کہ جمعہ کے دن عصر کے بعد مغرب سے کچھ پہلے دعا بہت قبول ہوتی ہے اور چونکہ وقت تھوڑا ہے تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اُس دعا کو مانگتا ہوں جس کے بارے میں سید الانبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جو یہ دعا پڑھ لے گا میری

تئیس برس کی دعائیں اُس کو مل جائیں گی، تیرہ سال مکہ شریف کی دعائیں اور دس سال مدینہ شریف کی دعائیں۔ تئیس برس کے دورِ نبوت کی تمام دعائیں اُس کو مل جائیں گی اور ایک منٹ میں انشاء اللہ۔ دعا کیجئے اے اللہ ہم سب کو تمام وہ بھلائیاں عطا فرمادے جتنی بھلائیاں سرورِ عالم ﷺ نے تیرہ سال مکہ مبارکہ میں دس سال مدینہ پاک میں مانگی ہیں وہ سب بھلائیاں ہم سب کو نصیب فرمادے!

اَللّٰهُمَّ اِنِّیٓ اَسْئَلُكَ مِنْ خَيْرِ مَاسَئَلَكَ مِنْهُ نَبِيُّكَ مُحَمَّدٌ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمْ

یہ ترجمہ ہو گیا کہ ہم سوال کرتے ہیں تمام اُس خیر و بھلائی کا جو حضور ﷺ نے تئیس برس دورِ نبوت میں آپ سے مانگیں اور اُن تمام برائیوں سے ہم پناہ مانگتے ہیں جن برائیوں سے حضور ﷺ نے تئیس برس تک آپ سے پناہ مانگی، اُن تمام برائیوں سے اے اللہ ہم سب کو پناہ نصیب فرما!

وَ اَعُوْذُبِكَ مِنْ شَرِّ مَا اسْتَعَاذَ مِنْهُ نَبِيُّكَ مُحَمَّدٌ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمْ

حضور ﷺ عرض کرتے ہیں اے اللہ ہم سب کو پناہ نصیب فرما تمام اُن برائیوں سے جس سے پناہ مانگی سرورِ عالم ﷺ نے۔ یہ دونوں دعائیں اللہ تعالیٰ ہمارے لئے قبول فرما اور اِس سے مختصر دعا کیا ہو سکتی ہے؟

رَبَّنَآ اٰتِنَا فِی الدُّنْيَا حَسَنَةً ط وَّ فِی الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً ط وَّ قِنَا عَذَابَ النَّار ○

پھر عرض کرتا ہوں کہ اس مسجد کو اللہ قبول فرمالے! اپنے اولیائے صدیقین کے قدموں سے اِس سوسائٹی کو آباد کردے! اے اللہ شرق و غرب میں اور شمال و جنوب میں جہاں جہاں تیرے اولیاء اور تیرے دوست رہتے ہیں اُن کی آمد و رفت اور اُن کے قدموں کے نشانات ہم سب کو نصیب فرما اور اُن کی قدم بوسی کو ہم اپنی عزت اور فخر سمجھیں اور یہ سندھ بلوچ سوسائٹی کے جنرل سیکریٹری اور چیئرمین صاحب آپ کے سامنے تشریف فرما ہیں۔ ان دونوں نے میرے ساتھ

تعاون کیا ہے ناشکری اور ناسپاسی ہوگی کہ ہم ان کے لئے دُعا نہ کریں، اس مسجد میں جو نمازی آئیں اور جتنا نیک کام ہو، اِن دونوں شخصیتوں کے اجر میں یا اللہ کمی نہ فرما! اے اللہ! جتنی بڑی آپ کی شان ہے اپنی شان کے مطابق ان دونوں حضرات کو جزا عطا فرما، ہم سب کو دونوں جہان میں خوشی عطا فرما اور اِس مسجد کو اللہ تعالیٰ قبول فرما اور اِس کی تعمیر کی تکمیل فرما!

آپ سب بھی دعا کیجئے اے اللہ تعالیٰ ان دونوں حضرات کو اپنا بنا لے ہم سب کو بھی اور ان کو بھی اپنی طرف جذب کر کے اپنا بنا لے، ہم سب کو ہماری اولاد کو بھی نیک اور صالح بنا دے کسی کی اولاد کو فاسق نہ ہونے دے ہم سب کو یا اللہ اور ہمارے سب دوستوں کو جو بھی اِس مسجد اور نیک کام میں تعاون کر رہے ہیں یا اللہ آپ اُن کو جانتے ہیں، بتایا جائے یا نہ بتایا جائے، بعض لوگ اپنا نام نہیں چاہتے لیکن اللہ تعالیٰ تو جانتا ہے اور اُن کو زیادہ اجر ملتا ہے بوجہ اخلاص کے جو اپنا نام ونمود نہیں چاہتے، اللہ تعالیٰ اُن کو زیادہ دیتا ہے، بخاری شریف کی حدیث ہے کہ اِس طرح صدقہ کرو کہ داہنے ہاتھ سے دو تو بایاں ہاتھ کو پتہ نہ چلے تو عرش کا سایہ اُس کو ملے گا لہٰذا عرش کے سائے سے اُن کو محروم نہیں کرنا چاہتا لیکن میں چندہ نہیں کروں گا ہمارے بزرگوں نے ہمیں منع کیا ہے، بغیر مانگے اللہ تعالیٰ انشاء اللہ تعالیٰ انتظام کرے گا اور آپ چند دن میں دیکھیں گے انشاء اللہ تعالیٰ۔

تو نے مجھ کو کیا سے کیا شوقِ فراواں کر دیا
پہلے جاں پھر جانِ جاں پھر جانِ جاناں کر دیا

اللہ ہم سب کو اولیائے صدیقین میں شامل فرما لے، ہم سب کو جذب کر کے اپنا بنا لے، اگر ہم خدا کے نہ بھی بننا چاہیں اپنے نفس کی نالائقی سے، تو اے خدا تو کریم ہے ہم نا اہلوں کو اپنے فضل و کرم سے اپنی طرف جذب کر کے اپنا بنا لے!

رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّآ اِنَّكَ اَنْتَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ. يَاذَا الْجَلَالِ وَالْاِكْرَامِ.

بھئی اب مسجد کی بنیاد ڈالی جائے گی ، دیکھئے اتنے بڑے مجمع میں سب آدمی تو بنیاد نہیں ڈال سکتے کچھ علمائے کرام تشریف رکھتے ہیں اور یہ میرے پاس روضۂ مبارک کی خاکِ مبارک ہے۔ آپ سب لوگ مجھ کو اور مولانا عبدالواحد صاحب کو اپنا وکیل بنا دیجئے ! (حضرت والا نے مجمع سے دریافت فرمایا) بتائیے کیا آپ لوگوں نے وکیل بنا دیا ؟ (سب نے بلند آواز میں عرض کیا کہ بنا دیا) فِعۡلُ الۡوَکِیۡلِ فِعۡلُ الۡمُوَکِّلِ وکیل کا فعل وہی ہوتا ہے جو موکل کا ہوتا ہے۔ لہٰذا مولانا عبدالواحد صاحب اور ہم اور ایک دو اور حضرات مختصر سی جماعت بنیاد ڈالے گی ، کیونکہ اگر سب لوگ حصہ لیں گے تو پھر اِس میں بہت وقت لگ جائے گا۔ اگر آپ لوگ جن کو پیاس لگی ہو مرنڈا بھی موجود ہے، ہاں یہ نہیں ہوگا کہ مُلا خشک ہوتے ہیں۔ واللہ کہتا ہوں اگر اللہ والا عالم ہے تو اتنا تَر ہوگا، اتنا آپ کو پیار کرے گا کہ آپ حیران رہ جائیں گے، اللہ والے تو گناہ گاروں کو بھی پیار کرتے ہیں۔ لیکن اس کو یاد رکھیں کہ یہاں یہ جو چائے پانی کا انتظام ہے یہ مسجد کے پیسے سے نہیں ہے، میرا ذاتی انتظام ہے۔ مسجد اور مدرسہ کے پیسوں کو استعمال کرنا حرام سمجھتا ہوں۔

(اس کے بعد مسجد کی بنیاد ڈالی گئی اور حضرت والا نے دوبارہ دُعا فرمائی)

’’یا اللہ ہم کو نمازی بنادے، یا اللہ اِس سوسائٹی اور اِس خطّے کو خطّۂ صالحین بنادے، ہماری دنیا بھی بنادے اور آخرت بھی بنادے، یا اللہ دنیا اور آخرت دونوں جہاں کی بھلائیاں عطا فرمادے، یا اللہ ہم سب کو اپنی محبت کا وہ درد عطا فرمادے جو آپ اپنے اولیاء اور دوستوں کو عطا کرتے ہیں۔ یا اللہ ہم سب کے سینوں میں اپنی محبت کا وہ درد عطا فرمادے جو آپ اپنے دوستوں کے سینوں کو عطا فرماتے ہیں ! اگر چہ ہم نالائق ہیں لیکن آپ کریم ہیں، کریم کی شان جو ہم نے حدیث کی شروحات میں پڑھی کہ کریم وہ ہے جو نالائق پر مہربانی کردے۔ یا اللہ آپ سے ہم اپنی نالائقی کا اعتراف کرتے ہوئے

مانگتے ہیں کہ ہمارے سینوں میں اولیائے صدیقین کا درد عطا فرمادے، اللہ والی زندگی ہم سب کو نصیب فرمادے، ہماری دنیا بھی بنادے آخرت بھی بنادے، ہمارے گھر والوں کو بھی نیک اور نمازی بنادے۔ یا اللہ ہماری دنیا اور آخرت دونوں سنوار دے اور تمام عالم کے مسلمانوں کو فلاحِ دارین نصیب فرما! تمام عالم کے مسلمانوں کو کافروں کے شر سے محفوظ فرمادے، یا اللہ سارے عالم کے مسلمانوں کو تقویٰ والی اللہ والی زندگی نصیب فرمادے اور ہر قسم کے شر سے اُن کو محفوظ فرمادے۔ یا اللہ قیامت تک کے لئے اِس مسجد کو اور تمام مساجد کو قبول فرمالے۔ یا اللہ اپنی رحمت سے یہاں دین کا سرچشمہ کھول دے۔ یا اللہ اپنی محبت و معرفت سکھانے کا اِس کو مرکز بنادے۔ یا اللہ بڑے بڑے اولیاء اللہ جو مشرق مغرب شمال جنوب میں چھپے ہوئے ہوں اُن کی آمد و رفت ہم سب کو نصیب فرما اور اُن کی قدم بوسی سے ہم اپنی قسمتیں بنالیں۔ یا اللہ ہمیں اپنے مقبول بندوں کی صحبتیں نصیب فرمادیجئے! یا اللہ ہم سب کو اللہ والا بنادے، جس کو جو غم اور پریشانی ہے اُس کو خوشیوں سے تبدیل کردیجئے! یا اللہ جس کو جو بری عادت ہے، جس گناہ کی عادت ہے اُس کو توبہ نصیب فرمادیجئے! یا اللہ قبولیت کا وقت ہے تمام گناہوں سے توبہ نصیب فرما کر ہم سب کو اللہ والی زندگی نصیب فرمادیجئے اور جو ہم نہیں مانگ سکے تھوڑے سے وقت میں، بغیر مانگے سب کچھ عطا فرمادیجئے! یا اللہ ہم تھوڑے سے وقت میں نہیں مانگ سکتے بغیر مانگے عطا فرمادیجئے جیسے ابّا اپنے بچوں کو بہت سی نعمتیں بغیر مانگے دیتے ہیں اے ہمارے ربّا بغیر مانگے ہوئے بہت سی نعمتیں ہم سب کو عطا فرمادیجئے۔

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ، وَصَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی خَیْرِ خَلْقِہٖ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِہٖ وَصَحْبِہٖ اَجْمَعِیْنَ، بِرَحْمَتِکَ یَآ اَرْحَمَ الرّٰحِمِیْنَ

دینی شان و شوکت

(جیسا کہ عرضِ مرتب میں عرض کیا گیا کہ حضرت والا نے مندرجہ ذیل ارشادات مسجدِ اشرف کے سنگِ بنیاد کے ایک ماہ بعد مورخہ ۲۴ ربیع الثانی ۱۴۱۲ھ مطابق ۳ نومبر ۱۹۹۱ء بروز اتوار سندھ بلوچ سوسائٹی کے میدان میں بعد فجر بوقتِ سیر بیان فرمائے)

جب حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اسلام لائے تو حضرت جبرئیل علیہ السلام حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ:

یَا مُحَمَّدُ! لَقَدِ اسْتَبْشَرَ اَهْلُ السَّمَآءِ بِاِسْلَامِ عُمَرَ

(سنن ابن ماجة، باب فضل عمر رضی اللہ عنہ)

یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اسلام لانے سے آسمان والے فرشتے خوشیاں منا رہے ہیں۔ اور اس وقت یہ آیت نازل ہوئی:

یٰۤاَیُّهَا النَّبِیُّ حَسْبُكَ اللّٰهُ وَمَنِ اتَّبَعَكَ مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ ○

(سورۃ الانفال، آیت: ۶۴)

آیت یٰۤاَیُّهَا النَّبِیُّ حَسْبُكَ اللّٰهُ الخ کی تفسیر

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ اے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! آپ کے لیے اللہ کافی ہے اور مؤمنین بھی جو آپ کے تابع دار غلام ہیں یہ سب آپ کے لیے کافی ہیں۔

اس مقام پر حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کے علوم دیکھئے۔ سبحان اللہ! حضرت فرماتے ہیں کہ یہاں یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ جب اللہ کافی ہے تو مؤمنین کے کافی ہونے کا جو فرمان ہے اس کی کیا ضرورت تھی؟ کہاں خالق کہاں یہ عاجز مخلوق؟ ایک قادرِ مطلق کا اپنی کفایت کے بعد ایک عاجز مخلوق کی کفایت کا بیان فرمانا کیا معنیٰ رکھتا ہے؟ تو فرمایا کہ کفایت کی دو قسمیں ہیں یعنی کافی ہونا دو قسم پر ہے ایک حقیقی کافی ہونا اور ایک ظاہری شان و شوکت دکھلانے

کے لیے، پہلے کا نام کفایتِ حقیقیہ ہے اور دوسرے کا نام کفایتِ ظاہرہ ہے۔ حقیقتاً تو اللہ تعالیٰ اپنے نبی کے لیے کافی ہیں اگر آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم پر کوئی ایمان نہ بھی لاتا تو بھی اللہ آپ کی حفاظت کے لئے تنہا کافی تھا لیکن حضرت عمر رضی اللہ عنہٗ کے اسلام لانے سے کفایت ظاہرہ بھی حاصل ہوگئی یعنی ظاہری طور پر شان وشوکت حاصل ہوگئی کہ کافروں کے دلوں پر رعب طاری ہوگیا ورنہ اس سے پہلے کبھی کعبے شریف میں نماز نہیں ہوئی تھی، سب چھپ چھپ کر نماز پڑھتے تھے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہٗ نے اسلام لاکر آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے عرض کیا اَلَسْنَا عَلَی الْحَقِّ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ اے اللہ کے رسول! کیا ہم حق پر نہیں ہیں؟ جب ہم حق پر ہیں فَکَیْفَ ھٰذَا الْاِخْتِفَآءُ تو پھر ہم چھپ کر نماز کیوں پڑھتے ہیں؟ تب آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے دو صفیں بنائیں، ایک صف کے امیر سید الشہداء حضرت حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور ایک صف کے امیر حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ تھے اور بیچ میں شمعِ نبوت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم۔ بیس پروانے اِدھر بیس پروانے اُدھر اور شمع نبوت کو بیچ میں لے کر کعبے میں پہلی نماز ادا ہوئی۔

حضرت حکیم الامت رحمہ اللہ کی شانِ حکیمانہ

جس طرح حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اسلام کو ظاہری طاقت اور شان وشوکت نصیب ہوئی اسی طرح آج اللہ تعالیٰ کا کرم ہے کہ سلسلۂ تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کو بھی ظاہری طاقت حاصل ہے۔ سلسلۂ تھانوی کے لئے اللہ تعالیٰ نے غیب سے اسباب پیدا فرمائے، سندھ بلوچ سوسائٹی کے چیئرمین، سیکریٹری سب کو اللہ پاک نے دوست بنوادیا، انہوں نے کہا کہ اسٹامپ پر جو مضمون آپ چاہیں لکھ لیں، ہمیں کوئی اعتراض نہیں ہوگا۔ یہ کوئی معمولی بات نہیں ہے! دُعا کرو یہ بستی اللہ والوں کی بستی بن جائے، اللہ کی محبت میں رونے والے اور اس کی محبت میں جان دینے والے اور اُن کو یاد کرنے والے یہاں جمع ہوجائیں، اللہ تعالیٰ شرق وغرب اور شمال وجنوب

سے تمام اولیاء اللہ کو یہاں بسا دے جن میں آپس میں خوب مناسبت ہو کیونکہ مناسبت ہونا اور ولی اللہ ہونے میں فرق ہے۔ ممکن ہے کہ دونوں ولی اللہ ہوں لیکن ضروری نہیں کہ ان میں مناسبت بھی ہو جیسے حکیم الامت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کے دو خلیفہ تھے، دونوں مجازِ بیعت تھے لیکن آپس میں بول چال بند تھی۔ کسی نے حکیم الامت سے عرض کیا کہ ان کا آپس میں اختلاف ہے، یہ دونوں آپ کے شاگرد اور آپ کے خلیفہ ہیں، اچھا معلوم نہیں ہوتا کہ ان کا آپس میں بالکل ہی ملنا جلنا نہ ہو تو حضرت نے فرمایا کہ جب قلوب میں مناسبت نہ ہو تو ان کا اختلاف ان کے اتفاق سے افضل ہے۔ یہ حکیمانہ جواب ہے، یہ معمولی جواب نہیں ہے۔ یہی جملہ محدث عظیم مُلّا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ نے مشکوٰۃ کی شرح مرقاۃ میں لکھا ہے کہ جب قلوب نہ ملتے ہوں اور مزاج میں فرق ہو، اختلاف ہو، ہر وقت کھٹ کھٹ، تُوتُو، میں میں ہو رہی ہو تو رُبَّ ھَجْرٍ جَمِیْلٍ بعض جدائیاں بہت ہی خوبصورت ہوتی ہیں۔ اور ھَجْرِ جَمِیْل کی تفسیر کیا ہے؟ ھَجْرًا جَمِیْلًا قرآن شریف کے الفاظ ہیں، اس کی تفسیر میں مفسرین نے لکھا ہے کہ ھَجْرِ جَمِیْل کے معنیٰ ہیں خوبصورت جدائی اور خوبصورت جدائی وہ ہے کہ لَاشِکْوٰی فِیْہِ وَلَا اِنْتِقَامَ جس میں نہ شکایت ہو نہ انتقام ہو، لہٰذا ملا علی قاری فرماتے ہیں رُبَّ ھَجْرٍ جَمِیْلٍ خَیْرٌ مِّنْ مُّخَالَطَۃٍ مُّؤْذِیَۃٍ آپس کے اختلافات سے خوبصورت جدائیاں بہتر ہیں۔

کس شخص کو کس مریض کی عیادت کرنا صحیح نہیں؟

میں تو اللہ تعالیٰ سے یہ دعا کرتا ہوں کہ مناسبت کے لوگوں کو یہاں جمع کر دے، میرے سب احباب میں آپس میں ایسی مناسبت ہو کہ دیکھ کر طبیعت خوش ہو جائے، اپنے احباب کی آپس میں محبت کو دیکھ کر خوشی ہوتی ہے یا نہیں؟ اسی لئے علامہ شامی نے بھی لکھا ہے کہ جس شخص کا کسی سے دل نہ ملتا ہو، آپس میں اختلاف ہو اور جسے دیکھ کر دل میں انقباض ہوتا ہو اس کا عیادت کرنا بھی

مسنون نہیں ہے، وہ مریض کی عیادت نہ کرے کیونکہ اسے دیکھ کر دل کو اور پریشانی ہوگی کہ اوہ! میری توبہ میاں! یہ بلا کہاں سے آ رہی ہے؟ علامہ شامی نے لکھا ہے کہ عیادت کا مقصد تسلی ہے، انشراح ہے کیونکہ خوشی سے طبیعت میں قوت آتی ہے، طبیعت کی قوت مرض کو دور کرتی ہے لہٰذا اُن لوگوں کے لیے عیادت سنت ہے جن کو دیکھ کر مریض کو خوشی ہو اور جس سے ہمیشہ لڑائی رہی ہو اُس کو دیکھ کر اس مریض کا مرض اور بڑھ جائے گا، اُس کا ٹمپریچر اور بڑھ جائے گا، اگر ۱۰۳ بخار ہے تو ۱۰۴ ہوجائے گا۔ وہ عیادت نہ کرے۔ کیا شان ہے ہمارے فقہاء کی! قربان جایئے، کیسے کیسے راز ہیں شریعت میں، کبھی یہ باتیں سنی تھیں؟ اس فقیر کی قدر کرلو، میری کتب بینی سے میری قطب بینی زیادہ ہے۔ اللہ تعالیٰ کا کروڑ کروڑ شکر ہے، صرف اسی ایک نعمت کا اختر شکر ادا بھی نہیں کرسکتا کہ اللہ کے محبوبین، مقبولین اور اولیائے کرام جن کو اُمت سمجھتی ہے کہ یہ اللہ کے ولی ہیں، گمان کے درجے میں کہتا ہوں لیکن دعویٰ نہیں کرتا، تو جن سے ساری اُمت حسنِ ظن رکھ کر اُنہیں ولی اللہ سمجھتی ہے اختر نے ایسے لوگوں کی طویل صحبت اٹھائی ہے۔

حضرت شیخ پھولپوریؒ کو حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی بارہ مرتبہ زیارت ہوئی

میرے شیخ حضرت مولانا شاہ عبدالغنی صاحب پھولپوری رحمۃ اللہ علیہ جن کی خدمت میں اختر کی جوانی گذری ان کو خواب میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی بارہ مرتبہ زیارت ہوئی۔ ایک دفعہ حضرت نے فرمایا کہ اختر میں نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو ایسے دیکھا کہ آپ کی چشم مبارک کے لال لال ڈورے بھی مجھ کو نظر آئے اور میں نے خواب ہی میں عرض کیا کہ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم! کیا میں نے آپ کو خوب دیکھ لیا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ ہاں عبدالغنی! آج تو نے مجھ کو خوب دیکھ لیا۔ ایسے بزرگوں کی سولہ سال کی صحبت ایسے ہی رائیگاں جائے گی؟ جبکہ ''یک زمانے صحبتے با اولیاء'' پر سارا

معاملہ ہے، اللہ والے کی ایک لمحہ کی صحبت سو سال کی عبادت سے افضل ہے۔ تو اللہ تعالیٰ کا شکر ہے جس نے مجھے ایسے شیخ کی صحبت عطا فرمائی۔

حضرت شیخ پھولپوریؒ کے پاس گذارے ہوئے مجاہدات کی ایک جھلک

اور یہ بھی سمجھ لیں کہ حضرت کے یہاں مالِ مرغن نہیں ہوتا تھا۔ شیخ صبح ناشتہ بھی نہیں کرتے تھے، فجر پڑھ کر ایک قطرہ پانی ایک قطرہ چائے کچھ نہیں پیتے تھے، شیخ ایک بجے کھانا کھاتے تھے اور جوانی میں میری بھوک سے اضطراری حالت ہوتی تھی لیکن میں یہی کہتا تھا کہ میرا شیخ ناشتہ نہیں کرتا تو میں کیوں کروں؟ اس طرح سے اپنے شیخ کے ساتھ میری جوانی گذری ہے۔ ہمارے شیخ مرغن حلوہ والے پیر نہیں تھے، حضرت کا مزاج کچھ اور ہی تھا، حضرت آٹھ آٹھ گھنٹے عبادت کرتے تھے، ایک بجے تک ناشتہ بھی نہیں کرتے تھے، آپ سوچئے جوانی میں ناشتہ کے بغیر ایک بجے تک رہنا اللہ ہی کا فضل ہے ورنہ شیطان کسی کے دل میں وسوسہ ڈال سکتا ہے کہ ارے! پندرہ سال میں انہوں نے مال بھی خوب اُڑایا ہوگا، اب دیکھ لو کیسا مال اُڑایا ہے کہ ایک بجے تک کچھ نہیں کھاتا تھا، نہ چائے نہ ناشتہ، نہ کھانا نہ پانی، پھر ایک بجے حضرت خوب مزے لے کر کھاتے تھے کیونکہ اس وقت تک بھوک خوب چمک اُٹھتی تھی، دال روٹی چٹنی بھی لذیذ معلوم ہوتی تھی۔ کبھی قربانی کے زمانے میں کباب وغیرہ بھی آتے تھے لیکن عام حالات میں حضرت کو اس طرف فکر ہی نہیں ہوتی تھی، حضرت کا زیادہ تر وقت اللہ کے عشق ومحبت وذکر میں گذرتا تھا اور حضرت جب بیان کرتے تھے تو آنسو کا ایک قطرہ آنکھ سے بہہ کر رخسار پر اپنی جگہ بنالیتا تھا اور بیان کے آخر تک چاندی کی طرح چمکتا رہتا تھا۔ پتہ نہیں وہ کہاں سے یہ مقام پکڑ لیتا تھا کہ گرتا نہیں تھا، یہ کوئی خاص بات تھی۔

بیانِ دل بقدر دردِ دل عطا ہوتا ہے

میرے سامنے کی بات ہے کہ مفتی شفیع صاحب مفتی اعظم پاکستان رحمۃ اللہ علیہ نے میرے شیخ سے فرمایا کہ ایک مضمون میں بیان کرتا ہوں مگر جب وہی مضمون آپ بیان کرتے ہیں تو دل پر زلزلہ آ جاتا ہے، کس دردِ محبت سے آپ بیان کرتے ہیں، تو ہر شخص کے مضمون میں، علوم میں اس شخص کے دردِ محبت کی وجہ سے فرق ہوجاتا ہے۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایک مضمون بیان فرمائیں اور ساری اُمت اسی کو بیان کرے تو کوئی حضرت ابوبکرؓ کے بیان کو پہنچ سکتا ہے؟ بیان اور علم اور چیز ہے اور دردِ دل اور چیز ہے۔ دردِ دل اور بیانِ دل اصل میں ترجمانِ دل ہوتا ہے، دردِ دل کی ترجمان زبان ہے، جیسا دل ہوگا ویسا ہی ترجمان ہوگا، جس کا دل بہت اچھا ہوتا ہے اس کا ترجمان یعنی زبان بھی اچھی ہوتی ہے۔ لوٹے سے جو گراؤ گے تو وہی نکلے گا جو لوٹے میں ہوگا۔ تو زبان ایک ٹونٹی ہے دل میں جتنا زیادہ حق تعالیٰ سے تعلق ہوگا اتنا ہی اس کی زبان سے علوم و معرفت اور دردِ محبت نشر ہوگا۔ اسی لیے کہتا ہوں دوستو! کہ علمِ دین ضرور حاصل کرو، خوب مبارک ہو لیکن کسی دردِ دل والے کے پاس بھی کچھ دن اس کی صحبت میں رہ لو، اس سے علم بھی ملے گا اور دردِ دل بھی ملے گا۔ اس لیے میں اپنے شاگردوں کو پڑھاتا تو ہوں مگر پابندی سے نہیں پڑھاتا کبھی سبق ہوا کبھی نہیں ہوا لیکن الحمدللہ اسی سے میرے دوستوں کو نفع ہوجاتا ہے۔

ہر شخص کو فیض اس کی محبت کے بقدر ہوتا ہے

مختلف زمینوں میں مختلف صلاحیتیں ہوتی ہیں، جب بارش ہوتی ہے تو ہر زمین پر اس کا اثر الگ الگ ہوتا ہے، اللہ تعالیٰ کا ارشاد مبارک ہے:

وَالْبَلَدُ الطَّيِّبُ يَخْرُجُ نَبَاتُهٗ بِإِذْنِ رَبِّهٖ ۚ وَالَّذِيْ خَبُثَ لَا يَخْرُجُ إِلَّا نَكِدًا ؕ

(سورۃ الاعراف، آیت ۵۸)

زرخیز زمین پر بارش میں پودے اُگ جاتے ہیں مگر پتھریلی اور بنجر زمین پر کچھ نہیں اُگتا۔ اسی طرح ہر دل میں صلاحیتیں بھی مختلف ہوتی ہیں جیسے صحابہ تو سبھی تھے لیکن جانِ صدیق میں جو صلاحیت تھی وہ کہاں سے کہاں پہنچے۔ تو اپنی صلاحیت بھی اس میں کارگر ہوتی ہے اور مشیتِ الٰہیہ بھی۔ اللہ تعالیٰ کا کرم شامل حال ہوتا ہے تو ایسی صلاحیت بھی کارآمد ہوتی ہے، ورنہ شیخ کتنا ہی قابل ہو مرید اپنی اللہ والی بننے کی صلاحیت کو کام میں نہ لائے تو زمین پر ہی دھرا رہتا ہے۔

تجھ کو مرشد لے چلے گا دوش پر
یہ ترا رہرو خیالِ خام ہے

اور اس کے برعکس اگر شیخ کم درجہ کا بھی ہو تو بھی مرید کی صلاحیت اور حق تعالیٰ کی مشیت و رحمت کے ہوتے ہوئے اللہ تعالیٰ کسی کو کیا کچھ بنا دیتا ہے۔

حکیم الامتؒ کی ایک اہم خصوصیت اور عظیم بشارت

حضرت حاجی صاحبؒ کے بہت مرید تھے مگر مولانا قاسم نانوتویؒ، مولانا رشید احمد گنگوہیؒ اور مولانا اشرف علی تھانویؒ کو اللہ تعالیٰ نے وہ درجہ دیا جو دوسروں کو نہیں ملا۔ ایک مرتبہ حضرت حکیم الامت تھانویؒ نے میرے شیخ حضرت پھولپوریؒ سے فرمایا کہ عبد الغنی چونکہ آپ میرے خاص ہیں اس لئے آپ کو ایک خاص راز کی بات بتاتا ہوں، اُس دن خانقاہ میں کوئی نہیں تھا صرف میرے شیخ اور حضرت حکیم الامتؒ تھے۔ حضرت نے فرمایا کہ حضرت حاجی صاحبؒ نے کسی صاحب سے فرمایا کہ پہلے میں سمجھتا تھا کہ مولانا قاسم نانوتوی اور مولانا رشید احمد گنگوہی میرے تمام مریدوں میں سب سے آگے گئے لیکن اب میرے قلب کی آواز یہ ہے کہ مولانا اشرف علی تھانوی دونوں سے آگے نکل گئے۔ اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ ہم کو اللہ تعالیٰ نے کس سلسلے سے جوڑا، اس کا بھی شکر ادا کرو۔ بہت سے ایسے سلسلے ہیں کہ پتہ نہیں نفس وشیطان

کہاں لے جاتے، اللہ کا شکر ہے کہ تھانوی سلسلہ میں شریعت، سنت، طریقت سب کچھ شامل ہے اور اعتدال ہے کہ سنت و شریعت سے کہیں تجاوز نہیں ہوتا۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت حکیم الامت کو کیسا بلند مقام عطا فرمایا۔ اللہ تعالیٰ جس کو جو نعمت دینا چاہے کوئی اس کو روک نہیں سکتا۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ارشاد فرماتے ہیں:

اَللّٰھُمَّ لَا مَانِعَ لِمَآ اَعْطَیْتَ وَلَا مُعْطِیَ لِمَا مَنَعْتَ

(مجمعُ الزوائد)

یعنی اے اللہ جو آپ ہم کو دینا چاہیں اس کو ساری دنیا مل کر بھی آپ کو دینے سے نہیں روک سکتی۔ لَا مَانِعَ میں لاءِ نفی جنس ہے یعنی کوئی طاقت اس کو دینے سے آپ کو روک نہیں سکتی۔ اب بتاؤ! اللہ نے مجھے یہ علوم سڑک پر عطا فرمائے ہیں، دردِ دل سے بیان کرنے کا شرف عطا فرمایا، میدانوں میں اور جنگلوں میں دعا کرنے کی توفیق بھی عطا فرمائی، یہ میرا ذوق ہے لیکن اس فقیر کو خاص الخاص بھی نہیں پہچان سکتے اور ہم بھی اپنے بزرگوں کو نہیں پہچان سکتے کیونکہ ہر شخص کے دل کو اللہ ایک ایسی چیز دیتا ہے جو دوسرے کو نہیں دیتے۔ یہ توحید کا اثر دکھاتے ہیں، اللہ واحد ہے تو وہ اپنی وحدانیت کا اثر اپنے بندوں پر الگ الگ دکھاتے ہیں کہ ہر بندے کی شکل الگ بنائی، ہر ایک کی صورت الگ ہوتی ہے تاکہ وحدانیت ظاہر ہو، مجال نہیں کہ ایک کی شکل دوسرے سے بالکل مل جائے، تھوڑی بہت مشابہت ہوسکتی ہے لیکن کہیں نہ کہیں فرق ضرور پایا جائے گا، اسی طرح ہر ایک کی سیرت میں بھی فرق ڈال دیا۔ صورت، سیرت، مزاج اور طرزِ بندگی میں بھی فرق پایا جاتا ہے، غرض ہر بندے کی ادائے بندگی کا ذوق الگ الگ ہوتا ہے اور وفائے بندگی کے ہر ایک کو الگ الگ درجات عطا فرمائے۔ بعضوں میں وفائے بندگی نہیں ہوتی اور بعضوں میں جان تک دینے کا جذبہ ہوتا ہے ؎

جو تجھ بن نہ جینے کو کہتے تھے ہم
سو اُس عہد کو ہم وفا کر چلے

صورت پرستی سے اللہ کی پناہ مانگو

بعضوں میں اللہ پر جان دینے کا جذبہ ہوتا ہے، گناہ کیا چیز ہے، گناہ کی کتّی ان کے سامنے دم دبا کر بھاگ جاتی ہے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو ایسی ہمت عطا فرمائے کہ حسین سے حسین شکل سامنے آجائے مگر ہم اس کو نہ دیکھیں، کہاں اللہ کہاں یہ فانی مخلوق! اور پھر تجزیہ بھی تو کرو کہ جن صورتوں کے لیے شیطان ہم کو بہکاتا ہے ان کے پیٹ میں پیشاب پاخانہ بھرا ہوا ہے اور اگر ان کی روح نکل جائے تو ان کی لاش کو دیکھنا اور وہاں کھڑے رہنا مشکل ہو جائے، جس پر جان دے رہے ہو اس کے پاس کھڑا ہونا مشکل ہو جائے گا۔ اس لیے اللہ تعالیٰ سے پناہ طلب کریں کہ مجاز سے، شکل پرستی اور صورت پرستی سے خدا بچائے۔ اتنا زیادہ تعلق اللہ سے ہو کہ مخلوق نظر ہی نہ آئے۔ ساری مخلوق کو سمجھیں کہ یہ ہمارے لیے نہ مفید ہے، نہ مضر۔ اللہ والے اپنی دنیا الگ بناتے ہیں جس کے زمین و آسمان، سورج و چاند بھی الگ ہوتے ہیں۔

نفس پر روح کب غالب ہوگی؟

ہماری روح اس وقت تک جسم کے تقاضوں سے آزاد نہیں ہوگی جب تک وہ مٹی کی دلدل میں پھنسی رہے گی، مٹی کی شکلوں سے محبت کرتی رہے گی، شیطان ہماری مٹی کو مٹی کی دلدل میں پھنساتا رہے گا اور جب مٹی پھنستی ہے تو روح بھی پھنستی ہے، گناہ جسم ہی تو کرتا ہے، روح گناہ نہیں کرتی، کیا روح کے پاس اعضاء گناہ ہیں؟ روح کے ہاتھ نہیں ہیں کہ وہ چوری کرے، روح کی آنکھیں نہیں ہیں کہ وہ حسینوں کو دیکھے، روح کے پاؤں نہیں ہیں کہ حسینوں کی گلیوں میں جائے اور سینما گھر کے چکر لگائے لیکن جب روح مغلوب ہو جاتی ہے اور

نفس دُشمن غالب آ جاتا ہے تو دُشمن اسے اپنے کام میں لگا لیتا ہے جیسے کوئی دُشمن کسی کو پکڑ لے اور کہے کہ اپنے ابّا کو گالی دے ورنہ ابھی مارتا ہوں۔ اب وہ بے چارہ مجبوراً ابّا کو گالی دے گا کیونکہ مجبور ہے۔ آپ بتائیے! اگر کوئی کسی کو اغوا کر کے جنگل میں لے جائے تو اب وہ بے چارہ کیا کر سکتا ہے۔ اسی طرح جب نفس و شیطان روح کو اغوا کر لیتے ہیں یعنی روح پر غالب آ جاتے ہیں تو روح بیچاری بے کس ہوتی ہے، اس کا ضمیر ملامت کرتا ہے کہ یہ تو کیا کر رہا ہے؟ اتنی بڑی ڈاڑھی اور ایسے کرتوت کہ حسینوں کو دیکھ رہا ہے۔ تو روح کو بے کس مت بناؤ، روح کو غالب کرنے کے لیے اولیاء اللہ کی صحبت اٹھائی جاتی ہے تا کہ ہم پر روحانیت غالب ہو، جب سجدہ کرو گے تو معلوم ہو جائے گا میری روح غالب ہے، جب روحانیت غالب ہو جائے گی پھر جب وہ سجدہ کرے گا تب خود کو بھی محسوس ہو جائے گا کہ اب میری روح میرے نفس پر غالب ہو گئی ہے۔

اس کو محسوس ہوگا کہ میری روح سجدہ کر رہی ہے کیونکہ یہ روح ہی تو ہے جو اس جسم سے سجدہ کراتی ہے، اگر روح نہ ہو تو سجدہ کر سکتے ہو؟ تو اصل میں روح ساجد ہوتی ہے، روح کے لیے یہ جسمانی اعضاء آلات ہیں، یہ سر آلۂ سجدہ ہے، اصل میں تو روح اللہ کے حضور میں سجدہ کرتی ہے، روح ہی سُبْحَانَ رَبِّیَ الْاَعْلٰی کہتی ہے، اگر ابھی روح نکل جائے تو کوئی سُبْحَانَ رَبِّیَ الْاَعْلٰی کہہ سکے گا؟ تو معلوم ہوا کہ یہ سارا کھیل روح کا ہے، کہاں جسموں کے چکر میں پڑے ہوئے ہو۔ جب روح جسم پر غالب ہو جائے گی پھر اللہ تعالیٰ اس روح کو وہ نعمت دیتے ہیں کہ دنیا بھر کے جتنے حسین اجسام ہیں سب کے حسن کا نچوڑ اللہ تعالیٰ اس روح کو اپنے نام میں پلاتا ہے، یہ وہ میکدہ ہے جو اس کو سارے عالَم سے بے نیاز کرتا ہے، یہ اللہ تعالیٰ کا میکدہ ہے، جب اللہ ساقی ہو گیا اور اللہ اپنی محبت کی پلائے گا

تو اللہ سارے عالَم سے اُس کو بے نیاز نہیں کرے گا؟۔ وہ اَللّٰہُ الصَّمَدُ ہے، سارے عالَم سے بے نیاز ہے تو اپنے عاشقوں کو بھی بے نیازی عطا کرتا ہے، مالک کی صفات اس کے غلاموں میں بھی آ جاتی ہیں۔ یہ باتیں بہت کم سنو گے بلکہ یہیں سن لو، میں یہ نہیں کہتا کہ اس فقیر کی باتیں نایاب ہیں لیکن کمیاب ضرور ہیں، یہ تواضع سے کہتا ہوں کیونکہ معلوم نہیں کہ اللہ کا کون سا بندہ کہاں چھپا ہوا ہے، لیکن میں یہ ضرور کہوں گا کہ میری گذارشات کو غور سے سن لو اور قدر کرلو، یہ میرے بزرگوں کی نایاب باتیں ہیں، یہ باتیں کم سنو گے، کم پاؤ گے۔ یہ سب اختر پر اللہ کا کرم اور اس کا فضل ہے، یہ سب باتیں ہمارے بزرگوں کا فیض ہے۔ اس لئے اپنے سر پر ہمیشہ کسی بزرگ کا سایہ رکھو۔

تین مشایخ کا فیض

میرے تین شیخ تھے جہاں دو دریا ملتے ہیں اسے سنگم کہتے ہیں اور جہاں تین دریا ملتے ہیں اس کو تربینی کہتے ہیں، میری روح میں تین دریاؤں کی تربینی ہے کیونکہ میرے تین شیخ تھے۔ میں ۱۹۴۲ء، ۱۹۴۳ء، ۱۹۴۴ء تین سال تک الٰہ آباد میں مولانا شاہ محمد احمد صاحب دامت برکاتہم کی صحبت میں روزانہ عصر سے لے کر دس بجے رات تک رہتا تھا۔ اس کے بعد شاہ عبدالغنی صاحب پھولپوری رحمۃ اللہ علیہ کی صحبت میں شب و روز مسلسل سولہ سال رہا۔ اس کے بعد اب شاہ ابرارالحق صاحب دامت برکاتہم کے ساتھ ہوں، اس عمر میں بھی شیخ بنائے ہوئے ہوں، اس عمر میں بھی میں نے اپنے شیخ کے پاس چلہ لگایا ہے، پینتالیس دن رہا ہوں اور اب بھی حاضری دینے کی تمنا ہے۔ جس وقت مجھ پر کیفیت طاری ہوتی ہے تو اللہ تعالیٰ ایسے عالی مضامین بیان کرواتے ہیں جس سے اولیاء اللہ کی شان معلوم ہوتی ہے، اللہ تعالیٰ کی عظمت معلوم ہوتی ہے۔

ذکر اللہ کی عظمت اور دُنیا کی فنائیت

یہ دنیا ایسی حقیر چیز ہے کہ یہاں کی ہر چیز مٹی کی ہے، سب مٹی کے کھلونوں سے کھیل رہے ہیں، کوئی آدمی بیوی سے پیار کر رہا ہے اور کوئی مرغے اُڑا رہا ہے اور یہ سب مٹی سے بنے ہیں، اللہ کے ذکر کے مقابلے میں دنیا میں کوئی نعمت نہیں ہے کیونکہ ایک دن نہ مرغی رہے گی نہ مرغی اُڑانے والے رہیں گے، ہاں جو اللہ کا نام لے کر مرغی کھاتا ہے تو مرغی اس کے لیے نعمت تو ہے لیکن مقصود نہیں، مقصود خالقِ مرغی ہے۔ اس لیے بتلا رہا ہوں کہ ایک دن نہ مرغی رہے گی نہ مرغی کھانے والا رہے گا، نہ بیوی رہے گی نہ بیوی سے پیار کرنے والے رہیں گے، نہ مکان رہے گا نہ مکین رہیں گے، یہ جتنے مکان دیکھ رہے ہو ہزار سال کے بعد سب گرے ہوئے نظر آئیں گے بلکہ سو سال بھی باقی رہنا مشکل ہے، بعد میں جو قوم آئے گی وہ دوسرے مکانات بنائے گی، لہٰذا نہ مکان رہے گا نہ مکین رہیں گے بس اللہ کا نام رہے گا ؎

گیا حسن خوبانِ دل خواہ کا
ہمیشہ رہے نام اللہ کا

اور ان حسینوں کا حسن بھی ایک دن ختم ہوجائے گا۔ باقی رہے گا اللہ کا نام اور اللہ کا ذکر۔ وہ جگہ بہت مبارک ہے جہاں اللہ کا نام لیا جاتا ہے اور اللہ کی محبت سکھائی جاتی ہے اور وہ اہل اللہ کی خانقاہیں ہیں۔

خانقاہ کی حقیقت

اور خانقاہ بلاک اور اینٹوں کی محتاج نہیں ہے۔ بتایئے! کیا خانقاہ سیمنٹ اور لوہے کے سریے کی محتاج ہے؟ خانقاہ اللہ کے نام سے بنتی ہے۔ اگر اس کا کرم

ہوجائے تو دریا کے کنارے، آسمان کے نیچے ہر جگہ خانقاہ ہے۔ اللہ اور اللہ والوں کی خانقاہ اور اللہ والے مادّی چیزوں کے محتاج نہیں ہوتے۔ آپ بتایئے جو مضمون اس وقت یہاں میدان میں بیان ہوا اسے کسی خانقاہ میں بھی نہیں پاؤ گے اِلَّا ماشاء اللہ، مگر جب اللہ کا کرم ہوجائے لیکن بتارہا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کی محبت اور معرفت اور اولیاء اللہ تعمیرات کے محتاج نہیں ہیں، وہ جہاں چاہے اپنے عاشقوں کو بٹھادے کیونکہ ہر جگہ اللہ کی ہے اور ہر جگہ اللہ ہے، وہ جہاں چاہے بٹھادے جہاں سے چاہے کھلادے، وہ کبھی کعبے میں بلاتا ہے، کبھی عرفات کے میدان میں، جب چاہے جنگلوں میں سلائے جب چاہے کعبہ یعنی اپنے گھر کے پاس سلائے۔ اب بتایئے عرفات میں کیا رکھا ہے؟ وہاں کوئی عمارت ہے؟ وہاں عمارت بنانا جائز بھی نہیں ہے۔ وہاں کے علماء سے حکومت کی طرف سے مشورہ کیا گیا کہ عرفات میں کچھ بنادیا جائے تو علماء نے کہا کہ جس طرح حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے میدان و جنگل میں حج کیا ہے وہ جگہ ہمیشہ ویسی ہی رہے گی۔

(اس کے بعد ایک صاحب نے حضرت والا سے اجازت لے کر سندھ بلوچ سوسائٹی کے متعلق ایک مبارک خواب بیان کیا کہ حضرت حکیم الامتؒ کے اجل خلیفہ حضرت مولانا فقیر محمد صاحبؒ جو پشاور میں رہتے تھے، وہ اکیلے سندھ بلوچ سوسائٹی میں جارہے ہیں اور یہ خواب دیکھنے والے صاحب پیچھے پیچھے چل رہے ہیں تاکہ حضرت کے چلنے میں خلل نہ پڑے اور کافی لوگ گھوم رہے ہیں، حضرت مولانا فقیر محمد صاحبؒ نے رُک کر انہیں اپنے ساتھ ملالیا۔ پھر بالکل پیدل آپ کے مدرسہ چلے گئے)

اس پر حضرت والا نے فرمایا کہ قرآنِ پاک کی آیت ہے:

﴿لَهُمُ الْبُشْرٰى الخ﴾

(سورۂ یونس، آیت: ۶۴)

یعنی اللہ تعالیٰ اپنے عاشقوں کو بشریٰ یعنی بشارت دیتے ہیں اور کس چیز کی بشارت دیتے ہیں؟ یہ بشریٰ کیا چیز ہے؟ یہ بشریٰ اچھے خواب ہیں خواہ وہ خود دیکھے یا اس کے لیے دوسرے دیکھیں۔ یہ حضرت حکیم الامت کی تفسیر ہے لَهُمُ الْبُشْرٰی کی تفسیر ''بیان القرآن'' میں دیکھ لیں۔ تو اللہ تعالیٰ اپنے عاشقوں کو خواب میں بشارت دیتے ہیں اور یہ خواب چاہے وہ خود دیکھے یا دوسرے اس کے لیے دیکھیں، الحمدللہ یہ کتنی بڑی نعمت ہے۔

حضرت مولانا فقیر محمد صاحبؒ کی ایک بشارتِ منامیہ

حضرت حکیم الامت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کے خلیفہ حضرت مولانا فقیر محمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا کیا مقام تھا، سراپا محبت اور سراپا گریہ تھے، ان کا یہاں قدم رکھنا یہ ایک بشارت اور ہے کہ بہت سے خان مجھ سے بیعت ہوں گے اور اس سندھ بلوچ سوسائٹی میں ان کو بہت فیض ہوگا۔ اب آپ لوگوں کو ایک نعمت اور بتاتا ہوں۔ حضرت مولانا فقیر محمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے مجھے بیت اللہ میں بلایا اور فرمایا سنو بھئی! خواب مجھ کو یاد نہیں رہتے لیکن ایک خواب مجھ کو یاد رہ گیا، آج رات میں نے تمہیں خواب میں دیکھا کہ تمہارا بیان بیت اللہ میں ہورہا ہے اور تم سفید لباس میں بہت لمبے قد کے ہو اور بہت مجمع ہے، جب میں پہنچا تو تم نے تقریر بند کردی اور مجھ سے آکر معانقہ کیا اور پھر دوبارہ فرمایا کہ مجھے خواب یاد نہیں رہتے لیکن یہ خواب بالکل واضح یاد ہے۔ تو میں اس نعمت کو بیان کررہا ہوں، تقریر روک کر معانقہ کرنا اس میں یہ تعبیر بھی ہے کہ میں اپنے بڑوں کے سامنے باادب رہوں گا۔ اس کو پہلے کبھی نہیں بیان کیا، یہ شاید آپ نے پہلی دفعہ سنا ہوگا لیکن اس وقت خواص احباب ہیں اور حق تعالیٰ کی نعمت کو اپنے خاص احباب کو ظاہر کرنا ہمارے اکابر کا طریق ہے۔

قیامِ پاکستان سے پہلے حضرت والاؒ کا ایک مبارک خواب

میں نے بھی اپنے شیخ حضرت شاہ عبدالغنی صاحبؒ کے بارے میں ایک خواب دیکھا تھا، جب میں نے حضرت کو وہ خواب سنایا تو حضرت نے فرمایا کہ فوراً اپنے پیر بھائیوں اور خاص احباب کو بلاؤ اور باقاعدہ اجتماع کیا اور اور فرمایا کہ اپنا خواب بیان کرو، وہ خواب پاکستان بننے کے بارے میں تھا، اس رات مسلم لیگ کا ایک بہت بڑا جلسہ تھا، اسی رات میں نے خواب میں دیکھا کہ میرے شیخ کروٹیں بدل رہے ہیں، میں نے حضرت سے پوچھا کہ آپ کیوں بے چین ہیں؟ فرمایا کہ سورۂ انفال کا نزول ہورہا ہے، میں اس وقت ہدایۃ النحو پڑھتا تھا اور سورۂ انفال کو جانتا بھی نہیں تھا۔ میں نے بیداری میں پوچھا کہ حضرت سورۂ انفال کیا ہے؟ میں نے تو کبھی سنا بھی نہیں تو حضرت نے فرمایا کہ سورۂ انفال میں فتح کا ذکر ہے، ان شاء اللہ پاکستان بن جائے گا۔ ہمارے بزرگوں کے آہ و نالے اور آنسو پاکستان کی بنیاد میں جذب ہیں۔

پاکستان اسلامی مملکت ہے

اور جو لوگ کہتے ہیں کہ پاکستان غیر اسلامی ملک ہے تو وہ غلط کہتے ہیں، یہ اسلامی ملک ہے کیونکہ جس ملک میں اسلامی احکامات نافذ کرنے کی حکمرانوں کو طاقت ہو بس وہ اسلامی مملکت ہے اب چاہے حکمران اپنی نالائقی سے اسلامی احکامات نافذ نہ کریں لیکن وہ مملکت اسلامی ہے اور اسلامی احکامات نافذ نہ کرنے کا حکمرانوں سے مواخذہ ہوگا۔لہٰذا ہندوستان کیسے اسلامی مملکت ہوجائے گا، وہاں کفار کی حکومت ہے، وہ تو قرآن کو مانتی ہی نہیں، اب کیا وہاں کی حکومت کو عمل کرنے کے لیے قرآن پاک کی کوئی آیت پیش کر سکتے ہو؟ جبکہ یہاں حکومت کو قرآن کے احکامات پیش کر سکتے ہیں، اگرچہ وہ نافذ نہیں کرتی

لیکن ان کا انکار بھی نہیں کرتی، ان کو مانتی تو ہے لیکن اپنی نااہلی کی وجہ سے ان کو نافذ نہیں کرتی، تو دونوں حکومتوں میں کتنا فرق ہے! حضرت حکیم الامت مجدد الملت مولانا اشرف علی صاحب تھانویؒ فرماتے تھے کہ کانگریس دونوں آنکھوں سے اندھی ہے۔ بھئی! ہندو کو کیا قرآن سناؤ گے؟ مسلمان اگرچہ فاسق ہے، گناہ میں ملوث ہے لیکن اس کے پاس ایک آنکھ تو ہے، اس کے پاس کلمہ تو ہے۔ اگر مقدمے کے لیے دو وکیل کرو، ایک دونوں آنکھ سے اندھا ہو اور دوسرا ایک آنکھ کا بینا ہو تو کس کو وکیل بناؤ گے؟ اندھے کے مقابلے میں کانے کو وکیل بنایا جائے گا۔ کانگریس تو اندھی ہے اس کے پاس نہ ایمان ہے نہ عمل کیونکہ کافر کا کوئی عمل مقبول نہیں اور مسلم لیگ کے پاس ایک آنکھ تو ہے یعنی ایمان تو ہے اگرچہ عمل نہیں لہٰذا ہندوستان کی تقسیم اور قیامِ پاکستان کے لئے مسلمانوں نے مسلم لیگ کو اپنا وکیل بنایا اور الحمدللہ ہمارے بزرگوں کی دعاؤں اور محنتوں کے صدقے میں پاکستان کی اسلامی مملکت وجود میں آئی۔

تو اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرتا ہوں کہ مولانا فقیر محمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے مجھ کو ایک نعمت تو بیت اللہ میں سنائی تھی اور دوسری نعمت یہاں تشریف لانے کی عطا فرمائی، دوسری نعمت کا نام ہے فضل اللہ اور پہلی کا نام ہے بیت اللہ، لہٰذا مجھے بہت زیادہ اُمید ہے کہ عالم غیب سے تائید ہو رہی ہے۔

مولانا مشرف علی تھانوی صاحب نے مجھ سے آج سے دس سال پہلے کہا کہ میں نے حضرت حاجی امداد اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو خواب میں دیکھا۔ مولانا مشرف علی تھانوی صاحب مجھ سے بیعت نہیں ہیں، وہ ڈاکٹر عبد الحی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے خلیفہ ہیں اور حضرت مفتی جمیل صاحب تھانوی کے بیٹے ہیں، مولانا ادریس کاندھلویؒ کے داماد ہیں، مولانا محمد مالک صاحب شیخ الحدیث کے برادرِ نسبتی ہیں اور حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کے نواسے ہیں، اتنی نسبتیں ہیں۔

تو ایک دن وہ کہنے لگے کہ میں نے خواب میں حضرت حاجی امداداللہ صاحبؒ کو دیکھاتو حاجی صاحب نے پوچھا کہ تم حکیم محمد اختر کو جانتے ہو؟ تو یہ کہنے لگے کہ میرے دل میں خیال آیا کہ حکیم محمد اختر صاحب سے اصلاحی تعلق قائم کرنے کو کہہ رہے ہیں تو انہوں نے کہا حضرت میرا اصلاحی تعلق ڈاکٹر صاحب سے ہے تو حاجی صاحب خاموش ہو گئے۔ ایسے بہت سے خواب لوگوں نے دیکھے ہیں، اس معاملے میں تو حاجی صاحبؒ کی مجھ پر خاص نظر ہے۔

ایک بشارت اور حضرت والا رحمۃ اللہ علیہ کا کمالِ فنائیت

اس مرتبہ جب میں ڈھاکہ حاضر ہوا تو ایک عالم جو ہر سال حج کرتے ہیں اور بہت ہی اللہ والے مشہور ہیں انہوں نے خواب میں دیکھا کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ ڈھاکہ ایئرپورٹ پر ہیں اور انہوں نے مجھے بغل میں لے کر ڈھاکہ میں نزول فرمایا ہے۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَلَا فَخْرَ یَارَبِّیْ۔ اللہ ہمارے قلوب کو اولیائے صدیقین جیسا ایمان نصیب فرمائے۔ میں صرف اکیلے اپنے لیے نہیں مانگتا، آپ سب کے لیے بھی مانگتا ہوں، میں اکیلا حلوہ کھانے والا نہیں ہوں، مجھے اپنے دوستوں سے بھی انتہائی محبت ہے۔ میں کبھی اپنے دوستوں کو نہیں بھولتا، تنہائیوں میں بھی نہیں بھولتا۔ کبھی ایسا نہیں ہوا کہ میں نے اپنے لیے مانگا ہو اور دوستوں کو بھول گیا ہوں، کیا فائدہ ایسی دوستی کا؟ یہ کوئی دوستی ہوئی کہ اپنے لیے اللہ سے سب مانگ لے اور اپنے دوستوں کو بھول جائے۔ ایسی بے وفائی نہ اللہ تعالیٰ سے ہوتی ہے، نہ اللہ والوں سے ہوتی ہے، نہ اللہ والوں کے غلاموں سے ہوتی ہے، یہ آخری جملہ سمجھ لو! بعض لوگوں کو شک ہوتا ہے کہ یہ اپنے آپ کو اللہ والا ہونے کا دعویٰ کرتے ہیں۔ نہیں! میں تو اللہ والوں کی غلامی کا دعویٰ کرتا ہوں کیونکہ بھنگی بھی تو غلام ہوتا ہے، اس میں تو

کوئی تعریف نہیں اور حضرت شاہ عبد الغنی صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے میری غلامی تو ایسی چیز ہے کہ ساری دنیا اس کی شہادت دیتی ہے۔ میں اللہ تعالیٰ کی نعمت کا شکر ادا کرتے ہوئے اس کو بیان کرتا ہوں۔

شیخ کی ریا مرید کے اخلاص سے افضل ہے

میرے شیخ نے فرمایا تھا کہ کبھی کبھی شیخ اپنے کمالات اس نیت سے بیان کرتا ہے کہ لوگوں کے دل میں حسنِ ظن پیدا ہو تا کہ وہ اپنے شیخ سے اور زیادہ فائدہ اُٹھائیں اور حکیم الامتؒ نے فرمایا کہ شیخ کی ریا مرید کے اخلاص سے افضل ہے۔ شیخ کا دکھاوا مریدوں کے اخلاص سے افضل ہے کیونکہ اس کی نیت درست ہے، جو مخلوق میں اپنی عزت کے لئے دکھاوا کرتا ہے اس کے لئے حرام ہے۔ عبادت کو دنیاوی غرض کے لیے دِکھانا حرام ہے۔ لیکن اگر کوئی شیخ اپنے مریدوں کو تہجد پڑھ کر اس لیے دِکھا رہا ہے کہ وہ لوگ بھی شیخ کو دیکھ کر، اس کی پیروی میں تہجد پڑھ لیں تو یہ رِیا نہیں ہے کیونکہ اس کا یہ دِکھاوا دنیاوی غرض سے نہیں ہے کیونکہ حکیم الامت نے رِیا کی تعریف یہ کی ہے اَلْمُرَاءَةُ فِی الْعِبَادَاتِ لِغَرَضٍ دُنْیَوِیٍّ عبادت کو دنیاوی غرض کے لیے دکھانا رِیا ہے۔ تو اگر دِکھاوا دنیاوی غرض کے لئے نہ ہو، آخرت کے لیے ہو مثلاً شیخ اپنے مریدوں کے حسنِ ظن میں اضافہ چاہتا ہو تا کہ وہ دین کا زیادہ فائدہ اٹھا سکیں اور اس کے لیے وہ اپنے اللہ کی نعمت بیان کر رہا ہو تو یہ رِیا نہیں ہے۔ اور حضرت تھانویؒ فرماتے ہیں کہ اس تعریف پر حدیث پاک کی دلیل پیش کرتا ہوں۔

ریا کے متعلق حدیث پاک کی دلیل

وہ حدیث دلیل کے طور پر سن لیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے ایک صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا کہ جب تم رات کو تہجد میں قرآن پڑھ رہے تھے تو میں

سن رہا تھا، انہوں نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اگر مجھے پتہ ہوتا کہ آپ سن رہے ہیں تو میں اور بھی اچھا قرآن پڑھتا۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان کی یہ بات سن کر خاموش رہے۔ یہی دلیل ہے کہ شیخ کو خوش کرنے کے لئے عبادت کرنا ریا نہیں ہے۔ اگر یہ ریا ہوتی تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خاموش نہ رہتے۔ حکیم الامت رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ نبی کی خاموشی سے بھی مسئلہ بنتا ہے، شریعت بنتی ہے، اگر پیغمبر خاموش ہو جائے اور زبان سے کچھ نہ کہے تو یہ عمل بھی شریعت بن جاتا ہے کیونکہ منکر پر نبی کی خاموشی جائز ہی نہیں، چاہے اس کی جان چلی جائے لیکن کسی نبی کے لیے منکر پر سکوت جائز نہیں ہے۔ اس کے برعکس علماء کو اختیار ہے کہ اگر کسی منکر کی نکیر پر جان جانے کا اندیشہ ہو تو وہ خاموش رہ سکتے ہیں کیونکہ لوگ حق دوسرے عالم سے بھی پوچھ سکتے ہیں، لیکن دوسرے پیغمبر سے کہاں پوچھیں گے کہ حق کیا ہے؟ پیغمبر تو ایک ہی ہے، اس لئے نبی کے لیے ایسا کرنا جائز نہیں ہے، نبی کا ہر عمل دین کا مسئلہ بنتا ہے لہٰذا پیغمبر کے لیے جان دینا واجب اور حق چھپانا حرام ہے لیکن اولیاء اللہ اور علماء دین کے لیے جائز ہے کہ جہاں جان جانے کا خطرہ ہو وہاں خاموش رہ سکتے ہیں، یہاں تک کہ اگر سارے علماء کی ہلاکت کا خطرہ ہو تو ان سے جہاد بھی معاف ہے، ایسے موقع پر جہاد کے لیے غیر علماء کو بھیجو کیونکہ اگر سارے علماء ختم ہو جائیں گے تو شریعت کون سمجھائے گا؟

صدیق کارِ نبوت کی تکمیل کرتا ہے

چنانچہ غزوۂ احد میں جب سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم زخمی ہو گئے تو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول! مجھ سے آپ کا خونِ نبوت نہیں دیکھا جاتا، آج میں سارے کافروں کو مار ڈالوں گا یا خود جان دے دوں گا تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دوڑ کر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو پکڑ لیا اور فرمایا:

شِمْ سَیْفَکَ وَلَا تُفْجِعْنَا بِنَفْسِکَ

(کنز العمال)

اے صدیق! اپنی تلوار کو نیام میں رکھ لے، مجھے اپنی جدائی کا غم مت دے۔ علماء سے پوچھ لو کہ صدیق کی حیات پر نبی عاشق ہوتا ہے کیونکہ وہ کارِ نبوت کی تکمیل کرتا ہے یعنی نبوت کے کام کی تکمیل کرتا ہے اس لیے صدیقین کی حیات ان کی شہادت سے افضل ہے، اسی لیے اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک میں شہداء سے پہلے صدیقین کو نازل فرمایا:

مِنَ النَّبِيّٖنَ وَالصِّدِّيْقِيْنَ وَالشُّهَدَآءِ وَالصّٰلِحِيْنَ ج

(سورۃ النسآء، آیت:۶۹)

شہیدوں کو مؤخر کردیا، شہداء کا درجہ صدیقین کے بعد ہے۔ شہید باوجود جان دینے کے صدیق سے کم تر ہوتا ہے۔ کارِ نبوت انجام دینے کی وجہ سے صدیقین کی حیات ان کی شہادت سے افضل ہے۔

تو میں یہ عرض کررہا تھا کہ حضرت حکیم الامتؒ نے فرمایا کہ دیکھو علم کی کمی سے بھی انسان کو بعض مرتبہ مسائل پہچاننے میں غلطی ہوجاتی ہے۔ اب دیکھو جن کو یہ علوم نہیں آتے وہ تو یہی کہے گا کہ شیخ نے اپنا خواب کیوں بیان کیا یہ تو دِکھاوا ہوگیا۔ اب بتائیے! شاہ عبدالغنی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے اخلاص کا کیا مقام تھا اس کے باوجود میرے شیخ نے میرے جتنے پیر بھائی تھے سب کو جمع کرکے مجھے اپنا خواب سنانے کا حکم دیا کہ سب سے اپنا خواب بیان کرو۔ حکیم الامت فرماتے ہیں کہ کبھی شیخ اپنے کمالات کو اس لیے بھی ظاہر کرتا ہے تاکہ مریدین کے قلوب میں اس کی وقعت اور عظمت اور حسنِ ظن پیدا ہو جو دین سیکھنے کے لیے بنیاد ہے۔ اگر طالب کے دل میں عظمت اور وقعت نہ ہو تو کچھ فائدہ نہیں، اس لیے مرید کو اپنے شیخ کے بارے میں یہ عقیدہ رکھنا چاہیے کہ پوری روئے زمین پر میرے شیخ کے علاوہ میری تربیت کے لیے کوئی اور مفید نہیں ہے۔ اگر ایسا عقیدہ نہیں ہوگا تو فائدہ نہیں ہوگا۔ دیکھ لو! یہ حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کے ملفوظات میں ہے۔

جگہ بدل بدل کر نفلی عبادت کرنا مستحب ہے

آپ نے دیکھا کہ آج میں نے پہلے ایک جگہ بیان کیا، پھر تھوڑی سی جگہ بدل کر دوسری جگہ بیان کیا اور اب تیسری جگہ میں نے قصداً زمین بدلی ہے۔ وجہ یہ ہے کہ ؎

آنسو گرا رہا ہوں جگہ چھوڑ چھوڑ کے

تاکہ میری محبت کے آنسوؤں کی گواہی بہت ساری زمینیں دیں کہ اللہ! یہ یہاں بھی رویا تھا، یہاں بھی رویا تھا۔ میرے شیخ شاہ عبدالغنی پھولپوری رحمۃ اللہ علیہ تہجد کے وقت جگہ بدل بدل کر نماز پڑھتے تھے، دو رکعات پڑھ کر ایک بالشت جگہ بدل دی، پھر جگہ بدل کر دو رکعات پڑھیں اسی طرح بارہ رکعات جگہ بدل بدل کر پڑھتے تھے۔ یہ اللہ والوں کا خاص مقام ہے کہ گواہوں کی تعداد بڑھاتے ہیں۔ علامہ سرخسی صاحبِ مبسوط لکھتے ہیں کہ نفلوں کو جگہ بدل بدل کر پڑھو، جہاں فرض پڑھا ہے وہاں مت پڑھو، جگہ بدل دو لِتَعَدُّدِ الشَّوَاهِدِ عَلَى الْخَيْرِ تاکہ بھلائی کے کاموں کے گواہ بڑھ جائیں، جگہ بدلنے سے زمین کی گواہی کی تعداد بڑھ جائے گی۔ یہ نہیں کہ بلا وجہ جگہ بدل رہے ہیں۔

کمزور مؤمن سے قوی مؤمن بہتر ہے

اس لئے اللہ کے راستے میں اللہ سے قوی صحت مانگنا چاہیے۔

حدیثِ پاک ہے:

اَلْمُؤْمِنُ الْقَوِیُّ خَیْرٌ وَّاَحَبُّ اِلَی اللهِ مِنَ الْمُؤْمِنِ الضَّعِیْفِ

(صحیح مسلم، کتاب القدر، باب فی الامر بالقوۃ وترک العجز والاستعانۃ باللہ)

کمزور مؤمن سے قوی مؤمن بہتر ہے۔ جیسے حج کا زمانہ ہے سورج نکلا ہوا ہے، حرم شریف میں اندر جگہ نہیں ملی، باہر دھوپ میں بیٹھے ہیں۔ جو کمزور

ہوگا وہ ایسی دھوپ کیسے برداشت کرے گا۔اس کے بے ہوش ہونے کا اندیشہ بڑھ جائے گا جیسے میر صاحب وہاں جمعہ کے دن حرم کے باہر گرمی سے بے ہوش ہونے لگے تھے،قریب تھا کہ جان نکل جائے یعنی ہمارے دل میں وسوسے آنے لگے تھے کہ اب میں کفن کہاں سے خریدوں گا وہاں نہ جان نہ پہچان،ان کی لاش کون اٹھائے گا،ان کو خدا سلامت رکھے۔اس لئے اللہ سے قوی صحت مانگو کہ جہاں چاہو اللہ کا ذکر کرلو۔اس لئے اگر طاقت نہ ہوگی تو اتنی عبادت کیسے کر سکے گا؟ اس لئے قوی مومن، کمزور مومن سے بہتر ہے۔

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اسلام لانے پر جو یہ آیت نازل ہوئی جس کی میں نے تلاوت کی اور اس کی تفسیر بھی کردی۔بس اللہ تعالیٰ کے کلامِ پاک کے صدقے میں اللہ سے مانگتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ ہمیں کفایتِ ظاہرہ بھی دے اور کفایتِ حقیقیہ بھی دے،یعنی ظاہری شوکت بھی عطا فرما اور ہم سب کے لیے اللہ تعالیٰ کافی ہوجائے،اللہ سے دعا مانگو کہ یا اللہ! اپنے کلامِ مبارک اور اس کی تفسیر اور حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اسلام کے صدقے میں ہمیں ظاہری کفایت بھی دے اور حقیقی کفایت بھی دے یعنی ہمیں کافی ہوجا۔یا اللہ! تیرے آسمان کے نیچے ہم میدان میں کھڑے ہیں، آفتاب کی شعاعیں پڑ رہی ہیں، ہم لوگ آپ کی توحید کے نشانات کے درمیان کھڑے ہیں، اپنی رحمت سے سندھ بلوچ کی اس زمین سے ہمیں میٹھا پانی خوب کثیر عطا فرما۔

اور یہ جو سیمنٹ فیکٹری ہے جس کا مضرِ صحت دھواں اس سوسائٹی کی فضا کو مکدر کرتا ہے اس کو اے اللہ دور کردے تاکہ آپ کے بندوں کو کوئی اذیت نہ پہنچے اور تیسرے یہ کہ زمین و آسمان کے خزانے ہم پر برسا دے، یا اللہ! زمین و آسمان کے خزانے برسا دے کیونکہ آپ اپنے خزانوں سے بے نیاز ہیں، دنیا کے

بادشاہ اپنی ضروریات کے لیے خزانے کے محتاج ہیں، آپ کی ذات تو سب سے بے نیاز ہے، اپنے خزانوں سے بھی بے نیاز ہے، آپ کے خزانے ہم فقیروں کے لیے ہیں، اس لیے یااللہ! اپنے خزانے اتنے برسادے کہ ہمارے جتنے نیک منصوبے ہیں سب کی تکمیل ہوجائے عزتِ نفس کے ساتھ، استغناء کے ساتھ، امیروں کی خوشامد کے بغیر۔ یااللہ! اپنی رحمت سے اس کی تعمیر کا جو خرچہ ہے یااللہ! سارا اپنی رحمت سے عطا فرمادے اور یارب العالمین میرے نیک دوستوں کو یہاں بسادے جن کو مناسبت ہو۔ اس بستی کو صالحین کی بستی بنادے اور میرے دوستوں کا ہاتھ کشادہ فرمادے، اتنا کشادہ فرمادے کہ آرام سے یہاں سندھ بلوچ سوسائٹی میں ان کے گھر بن جائیں اور وہ فراغِ قلب سے مسجد میں نمازیں ادا کریں، ذکر اللہ میں شریک ہوں اور اے اللہ درد بھرا دل ہم سب کے سینوں کو اپنے فضل سے عطا فرمادے، میری اولاد، میری ذرّیات، میرے احباب اور ان کی ذریّات اے اللہ کسی کو محروم نہ فرما، سب کو درد بھرا دل عطا فرمادے۔ مشرق ومغرب، شمال وجنوب سے اولیائے صدیقین یہاں جمع فرما، ان کی قدم بوسی کی سعادت ہم سب کو نصیب فرما۔ یااللہ! ہم سے اتنے بڑے بڑے کام لے لے جو اُمت میں قیامت تک فراموش نہ ہوسکیں۔ آپ چاہیں تو مکڑی کے کمزور جالے سے اپنے پیغمبر کی حفاظت فرمائیں، ہم ضعیف اور کمزور ہیں یااللہ! لیکن آپ تو کریم ہیں یا اللہ بس آپ اپنے کرم سے ہم نااہلوں پر فضل فرمائیے، ہم نالائقوں کو لائق بنادیجیے ؎

اے زتو کس گشتہ جانِ ناکساں

اے اللہ! بہت سے نالائق آپ کے کرم سے لائق بن گئے، ہم نالائقوں کو بھی اپنی رحمت سے لائق بنادیجیے ؎

دست فضل تست درجانہارساں

آپ کی مہربانی کا ہاتھ ہر جان میں داخل ہے، کسی سے دور نہیں ہے، ہماری جانیں آپ کے دستِ کرم سے دور نہیں، صرف آپ کی مشیت اور ارادے کی دیر ہے۔ آپ ہمیں اپنی ولایت، گناہوں سے حفاظت اور اولیائے صدیقین کی نسبتِ خاص عطا فرمانے کا فیصلہ فرما دیجیے اور ہمارے جسم کو بھی سلامت رکھئے کینسر سے اور گردوں کے خراب ہونے سے اور ہر قسم کی بیماریوں سے بچا لیجیے، سر سے پیر تک سلامتیٔ اعضاء، سلامتیٔ ایمان کے ساتھ زندہ رکھیئے اور سلامتیٔ اعضاء اور سلامتیٔ ایمان کے ساتھ دنیا سے اٹھائیے۔ یاربّ العالمین! اختر اور اس کی اولاد کی، گھر والوں کی، طلبائے کرام، اساتذہ کرام، احبابِ کرام کی عمر میں برکت عطا فرما دیجیے اور ہر غم وحزن و پریشانی سے بچائیے، ہر وقت خوشیاں دکھائیے اور خوشی پر شکر بھی نصیب فرمائیے لیکن اے خدا! آپ کی ناخوشی کی راہوں سے، حرام خوشی سے ہم پناہ چاہتے ہیں۔ آپ جس خوشی پر اپنے قہر وغضب کو نازل کرتے ہیں ایسی خوشیوں پر ہم لعنت بھیجتے ہیں اور آپ کی حفاظت اور آپ کی رحمت مانگتے ہیں کہ ہم کو گناہوں سے حفاظت نصیب فرما۔ یا اللہ! تمام عمر کی دعاؤں کو شرفِ قبولیت عطا فرما کر ان کا ظہور بھی فرما۔ یا اللہ! ہم جو نہیں مانگ سکے اپنی نادانی سے یا ضعف سے یا کم عقلی سے تو آپ بے مانگے اپنا دستِ کرم بڑھائیے اور ہماری جھولیوں کو مالا مال فرمائیے، دست بکشا جانب زنبیل ما، اے اللہ! ان بزرگوں کے صدقے میں جن کے بارے میں بخاری شریف میں آپ نے بزبانِ نبوت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہمیں آگاہ فرمایا کہ میرے مقبول بندے ایسے ہوتے ہیں کہ ان کی صحبت سے شقاوت سعادت سے بدل جاتی ہے تو ان بندوں کی برکت سے ہماری تقدیروں کو بدل دیجیے، شقاوت کو سعادت سے بدل دیجیے،

بدبختی کو نیک بختی سے تبدیل فرما دیجئے، بدنصیبی کو خوش نصیبی سے تبدیل فرما دیجیے۔ اے اللہ! ہم نے حُسنِ ظن رکھ کر ان کے دامن پکڑے ہیں ہمارے گمان کی، ہمارے حُسنِ ظن کی لاج رکھ لیجیے، ہمارے بزرگوں کے صدقے میں ہمیں شقاوت سے پاک کر کے، نجات دے کر یا اللہ ہمیں اپنا دوست بنا لیجئے اور ہمیں اتنی طاقت دے دیجیے کہ ہم تین اسباق روزانہ پڑھائیں یعنی قرآن شریف، بخاری شریف اور مثنوی شریف، یا اللہ! یہ تین اسباق ہم کو صحت، توانائی، علم اور اخلاص کے ساتھ ایسا پڑھانے کی توفیق عطا فرمایئے کہ اختر بھی اور آپ کے دیگر بندے بھی مست ہو جائیں، آپ کی محبت کی مٹھاس کے صدقے میں سارے عالم سے ہمارے قلوب بے نیاز ہو جائیں، ساری دنیا کے حسینوں کے ہوتے ہوئے اور دنیا کی تمام نعمتوں کے ہوتے ہوئے آپ اپنے قرب کی ایسی عظیم الشان نعمت ہم سب کو نصیب فرمایئے کہ ہم ان سب حسینوں کو، سب گناہوں کو بھول جائیں۔ اے اللہ! ہماری اولاد و ذرّیات اور سب دوستوں کے قلوب کو سارے عالم سے بے نیاز فرما دیں لیکن ہم آپ کی جائز نعمتوں کو مانگتے ہیں کہ اے اللہ! ہمیں خوب اچھا کھلایئے، خوب ٹھنڈا پانی پلایئے اور خوب ہمارے دوست احباب کا اجتماع نصیب فرمایئے، جو ہم سے دور ہیں اے اللہ! ان کو قریب کر دیجیے۔ میں اپنے شیخ حضرت مولانا شاہ ابرار الحق صاحب دامت برکاتہم کی خدمت میں جانا چاہتا ہوں، یا اللہ! وہاں کے حالات کو بہتر فرما دے تا کہ ہمارا جانا آسان ہو جائے۔

رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّآ اِنَّكَ اَنْتَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ، يَا ذَا الْجَلَالِ وَالْاِكْرَامِ،
وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ، وَصَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلٰى خَيْرِ خَلْقِهٖ
مُحَمَّدٍ وَّاٰلِهٖ وَصَحْبِهٖ اَجْمَعِيْنَ، بِرَحْمَتِكَ يَآ اَرْحَمَ الرّٰحِمِيْنَ

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی عظیم القدر دعا

شیخ العرب والعجم عارف باللہ مجددِ زمانہ

حضرت مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب رحمۃ اللہ علیہ

ناشر

بی ۸۴، سندھ بلوچ ہاؤسنگ سوسائٹی، گلستانِ جوہر بلاک نمبر ۱۲ کراچی

www.hazratmeersahib.com

پھر نعرۂ مستانہ ہاں اے دلِ دیوانہ

پھر نعرۂ مستانہ ہاں اے دلِ دیوانہ
زنجیرِ علائق پر پھر ضرب ہو رندانہ

پھر اشک بداماں ہو پھر چاک گریباں ہو
پھر صحرا نوردی کا دُھرا کوئی افسانہ

کیوں رشکِ گلستاں ہے خاموشی ویرانہ
صحرا کی طرف شاید پھر ہے رُخِ دیوانہ

رو رو کے کوئی مجنوں زنداں میں کہہ رہا تھا
یارب مرا ویرانہ یارب مرا ویرانہ

دستِ جنوں کی طاقت دیکھے کوئی فرزانہ
زندانِ علائق سے بھاگا ہے وہ دیوانہ

فرزانگی کو بدلے دیوانگی سے دم میں
مل جائے اگر اے دل تجھ کو کوئی مستانہ

محبوبِ حقیقی سے کب تک رہے گا غافل
ہاں نفس پر تو کر دے اک وار دلیرانہ

گر اہل دل کی صحبت پا جائے کوئی اختر
ہو خاک تن سے ظاہر مخفی کوئی خزانہ

شیخ العرب والعجم عارف باللہ مجددِ زمانہ حضرت مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب رحمۃ اللہ علیہ